هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

شرح چندہ پیشگی

ہندوستان - سالانہ ۵ ششماہی ۳ [illegible]

قیمت فی پرچہ ۱/

منیجر: رشید احمد خاں احمدی

[illegible]

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ ماہ صلح ۱۳۲۰ ہش مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۴۱ء | نمبر ۲

دار الامان کا ہفتہ

(۱) قادیان ۱۴ صلح ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو نسبتاً آرام ہے۔

(۳) حرم اول حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو دوران سر کی تکلیف ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ حرم ثانی کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

رخصتانہ: واقعہ ۱۰ ماہ صلح مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۴۱ء بروز جمعہ ڈاکٹر عبد المجید خاں صاحب پنشنر کوئٹہ والے کی دختر بلقیس بیگم سلمہا کی بعد عصر تقریب رخصتانہ تھی۔ جسمیں معززین جماعت کو دعا کے لئے مدعو کیا گیا۔ اور چائے و مٹھائی سے سب کی تواضع کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین

دعوت ولیمہ: واقعہ ۱۳ ماہ صلح ۱۳۲۰ ہش مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۴۱ء سید محمود احمد صاحب کی طرف سے جن کے ساتھ ڈاکٹر صاحب موصوف کی دختر نیک اختر بلقیس بیگم کا نکاح ہوا تھا۔ بعد نماز مغرب دعوت ولیمہ دی گئی۔ جسمیں معززین جماعت شریک ہوئے۔ اور بعد تناول طعام دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس شادی کو جانبین کے لئے اسلامی [illegible]

ضروری اطلاع: فاروق کا مسطر ختم ہو چکا تھا۔ اس کے واسطے ولایتی کاغذ کی قیمت [illegible] پرچہ ۵۰ دور ۳۰ [illegible]

یاد دہانی

جلسہ سالانہ پر "فاروق" کے متعلق حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک

۲۷ دسمبر ۱۹۴۰ء کو جبکہ جلسہ گاہ قریباً تیس ہزار خدام سے پُر تھا حضور نے احباب کو فاروق کے متعلق حسب ذیل ارشاد فرمایا

"فاروق کے متعلق مَیں نے گذشتہ سال توجہ دلائی تھی۔ وہ اپنا کام بہت اچھا کر رہا ہے۔ کاغذ اور دیگر چیزوں کی ایسی گرانی کے زمانہ میں اسکی قیمت معمولی اور ساتھ ہی اس کا کام بہت قابل قدر ہے۔ مَیں نے کہا تھا کہ دوستوں کو اسکی اشاعت کم سے کم ڈھائی ہزار تک پہنچا دینی چاہیئے۔ مگر وہ بارہ سو (۱۲۰۰) پر رکی ہوئی ہے اسکی قیمت صرف ڈھائی روپیہ ہے جو بہت معمولی ہے۔ گذشتہ سال اسمیں پیغامیوں کے متعلق بھی بعض تحقیقاتی مضامین لکھے گئے ہیں۔ اور مَیں سمجھتا ہوں اگر دوست اسکی خریداری کی طرف توجہ کریں۔ تو وہ اور بھی ترقی کر سکتا ہے۔" (تحریک خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ کے "موعود خلیفہ" کے مبارک منہ سے یہ کیا آواز آ رہی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاں نثار اور باوفا سپاہیو! سنو!! اور اس پر عمل کرو۔ وہ کہہ رہا ہے۔ کہ آؤ۔ "اور تحریک جدید کے جہادِ کبیر میں حصہ لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں کو قربان کر دو۔ تا اس کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث بن جاؤ۔" یاد رکھو! جو باوجود طاقت اور توفیق کے شمولیت سے پہلوتہی کرتا ہے۔ وہ "شفا حفرۃ من النار" ہے۔ مال تو آنے اور جانے والی چیز ہے۔ یہ ہمیشہ نہ کسی کے پاس رہا ہے۔ اور نہ رہیگا۔ مگر مبارک ہے وہ جس نے راہِ خدا میں خرچ کر کے زادِ راہ مہیا کر لیا۔ مراد کو پہنچ گیا وہ جس نے خدا کی رضا حاصل کی۔ پس آپ تحریک جدید کی ساتویں منزل کا وعدہ زیادہ سے زیادہ ۳۱ جنوری ۱۹۴۱ء کو اپنے ڈاکخانہ میں ڈال کر رضاء الٰہی حاصل کریں۔ والسلام۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان۔

درخواست دعا: مکرم سردار خاں صاحب مدرس درویش کے احباب سے اپنے والد بزرگوار اور اپنی اہلیہ صاحبہ اور اپنے لڑکے بشارت احمد کی صحت کامل و درازی عمر کے واسطے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب دعا کر کے ثواب حاصل کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دار الشکر کمیٹی کا اعلان

ممبران دار الشکر کمیٹی کا اجلاس عام ایام جلسہ سالانہ میں ۲۸ دسمبر صبح ۷½ بجے مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

بعض نئے دوست دار الشکر کے ممبر بننے کی خواہش رکھتے تھے۔ ان کے لئے اجلاس عام نے حسب ذیل فیصلہ کیا۔ جو بغرض آگہی عام شائع کیا جاتا ہے۔

آئندہ نئے ممبر ایسے صاحبان کو بنایا جا سکتا ہے۔ جو قسط ماہوار بجائے دس روپیہ کے کم از کم بیس روپے دیا کریں۔ خرچ انتظامی ایک روپیہ آٹھ آنہ سالانہ ہوگا۔ ان ممبروں کا نام قرعہ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ جب تک ان کا حساب کم از کم مئی ۱۹۳۷ء کے ممبران کے مطابق نہ آجائے۔ اور ان کو حق رائے دہندگی صرف اسی صورت میں حاصل ہوگا۔ جبکہ وہ اجلاس کے وقت بالکل اپ ٹو ڈیٹ ہوں۔ اسی ضمن میں یہ بھی فیصلہ ہوا۔ کہ پرانے ممبران میں سے جن کے ذمہ تین ماہ یا اس سے زیادہ کا بقایا ہو۔ ان کو علاوہ قرعہ کی محرومی کے رائے دہندگی کا حق بھی نہ ہوگا۔ خاکسار محمد الدین۔

مردم شماری کے فارم مکمل کر کے جلد بھجوائے جائیں

اس سے پہلے متعدد بار اخبار الفضل میں اعلانات کئے جا چکے ہیں۔ کہ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ فارم مردم شماری پُر کر کے جلد نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ابھی تک اس امر کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ لہذا جملہ عہدیداران سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے کل افراد کی تعداد معہ ان کوائف کے جو مردم شماری کے نقشہ میں طلب کئے گئے ہیں۔ ۳۱ جنوری مطابق ۳۱ صلح ۱۳۲۰ھش تک نظارت ہذا میں بذریعہ ڈاک بھجوا دیں گے۔ اس وقت تک بہت کم جماعتوں کی طرف سے فارم مردم شماری مکمل ہو کر موصول ہوئے ہیں وقت بہت تھوڑا ہے۔ اور کام بہت اہم ہے۔ اس لئے خاص اور فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ نمونہ فارم اخبار الفضل ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔

تحریک جدید سال ہفتم کے وعدوں میں سستی

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

برادران جماعت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اس سال تحریک جدید سال ہفتم کے وعدوں میں جہاں شروع میں نہایت چستی سے جماعتوں نے کام کیا تھا۔ وہاں جلسہ کے بعد تمام سالوں سے زیادہ سستی ہوئی ہے۔ سینکڑوں افراد اور جماعتوں کے وعدے ابھی تک نہیں پہنچے۔

میں یہ تو نہیں مان سکتا۔ کہ جماعت کے مخلصین تھک گئے ہیں۔ ہاں شاید جلسہ میں شمولیت کی وجہ سے دوستوں کو فرصت نہ ملی ہو۔ اسلئے میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ اب وعدوں کی آخری تاریخ ۳۱ جنوری تک بڑھا دی گئی ہے۔ اسلئے بقیہ دوست اور جماعتیں جلد سے جلد اپنے وعدے بھجوانے کی کوشش کریں۔

مومن کا قدم پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ جس راستے پر آپ چھ سال تک چلے ہیں۔ اب چار سال باقی کے لئے اسمیں کوتاہی کر کے اپنے ثواب کو ضائع نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ تمام جماعتوں کے کارکنوں کو اس اعلان کے بعد نئے جوش کے ساتھ چندوں کی فہرستیں تیار کرنے میں یا نامکمل فہرستوں کے مکمل کرنے میں لگ جانا چاہیئے۔ جزاھم اللہ خیراً۔ اس کے علاوہ سال گذشتہ اور سالہائے ماسبق کے چندوں کے جلد از جلد وصول کرنے کی طرف بھی خاص طور پر توجہ کی جائے والسلام

خاکسار:- مرزا محمود احمد

کہتی ہے ہم کو خلق خدا غائبانہ کیا

اخبار پارس لاہور کے ایڈیٹر لالہ کرم چند صاحب کی حق گوئی قابل توجہ خالصہ صاحبان ہے۔ یہ ایک ہندو اخبار کے معزز ایڈیٹر ہیں۔ جنہوں نے ذیل کی سرخی سے شریفانہ اخلاق کا ثبوت دیا ہے (ایڈیٹر)

"قادیان میں احمدیہ سٹیٹ کا قیام"

"مذہبی نقطہ نگاہ سے غیر احمدی مسلمانوں۔ ہندوؤں۔ سکھوں اور دیگر مذہبی جماعتوں کو قادیان کی جماعت احمدیہ سے خواہ کتنے شدید اختلافات کیوں نہ ہوں۔ لیکن جہاں تک اس جماعت کی تنظیم اور اپنے پیشوا کی فرمانبرداری کا تعلق ہے۔ ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسکی نظیر ہندوستان بھر کی کسی دوسری جماعت یا آرگنائیزیشن میں نہیں ملتی۔ اور قابل غور بات یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے پیرو کار زیادہ تر تعلیمیافتہ لوگ ہیں۔ جن میں ایسے اصحاب بھی شامل ہیں۔ جو دنیاوی طور پر عالی مرتبت ہونے کے علاوہ مسلمہ طور پر روشن دماغ سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً چودھری سر ظفر اللہ خاں جن کی قابلیت کا سکہ ان کے دشمن بھی مان چکے ہیں۔ اور جو باوجود ایک بہت بڑے سرکاری عہدہ پر فائز ہونے کے نہ صرف مذہبی صوم وصلوٰۃ پر سختی سے پابند ہیں۔ بلکہ اپنی جماعت کے خلیفہ کی اس حد تک اطاعت کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ اپنی جماعت کے ایک عام فرد ہیں۔ جماعت احمدیہ میں مساوات کا مادہ اس حد تک پایا جاتا ہے۔ جس پر وہ جماعت بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ یہی وہ جماعت ہے۔ جس کے اصولوں میں دوسرے مذاہب کے بزرگوں کے لئے عزت واحترام کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ شری کرشن شری رام اور گورونانک دیو کو یہ جماعت نہ صرف بزرگ ہستیاں مانتی ہے۔ بلکہ ان کے پیغمبر ہونے میں بھی اعتقاد رکھتی ہے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کی حامی ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس جماعت کے متعلق بعض غرض مند لوگ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں میں آئے دن غلط فہمیاں پیدا کرتے رہتے ہیں۔

پچھلے دنوں یہ افواہ بڑے زوروں پر تھی۔ کہ قادیان کی جماعت احمدیہ قادیان کے گرد و نواحی دیہات کو اس کے ساتھ شامل کر کے وہاں احمدیہ سٹیٹ قائم کرنا چاہتی ہے۔ جہاں دیسی ریاستوں کی مانند اسکی اپنی حکومت ہوگی۔ چنانچہ غالباً اسی افواہ سے متاثر ہو کر قادیان میں ڈی۔اے۔وی ہائی سکول کے احاطہ میں سکھوں نے ایک بہت بڑا جلسہ کیا۔ جس میں احمدیہ جماعت کے اس مفروضہ ارادے کی شدید مخالفت کی گئی۔ چونکہ فساد کا اندیشہ تھا۔ اسلئے جماعت احمدیہ کے پیشوا مرزا محمود احمد صاحب نے اپنی جماعت کے لوگوں کو گھروں میں بند رہنے کا حکم دیکر کمال دانشمندی کا ثبوت دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سکھوں کا جلسہ امن وامان سے گزر گیا۔ ورنہ شرارت پسند لوگوں کی یہ دلی آرزو تھی۔ کہ احمدیوں اور سکھوں میں فساد بپا کرا کے اپنا اُلو سیدھا کیا جائے۔ اب سرکاری طور پر اس افواہ کی تردید کر دی گئی ہے۔ کہ احمدی قادیان میں احمدیہ سٹیٹ کے قیام کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے متعدد سنگھ سبھاؤں کو بدیں الفاظ یہ اطلاع دی ہے۔ کہ "گذشتہ کچھ عرصہ سے یہ زبردست افواہ پھیلی ہوئی تھی۔ کہ قادیان اور اسکے نواحی علاقہ میں احمدیہ سٹیٹ بنائے جانے پر غور ہو رہا ہے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے مجھے ہدایت کی گئی ہے۔ کہ اس افواہ کی تردید کر دوں"۔

یہ ہے حقیقت اس احمدیہ سٹیٹ کے قیام کی۔ جس کے شبہ میں سکھوں نے قادیان میں کانفرنس کی۔ اور اگر جماعت احمدیہ کے خلیفہ صاحب کو آنے والے خطرہ کا احساس نہ ہوتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ وہاں شدید فساد رونما ہو جاتا۔"

دوبارہ اطلاع

گذشتہ پرچہ میں بھی یہ اطلاع دیدی تھی۔ کہ جن خریداران نے جلسہ سالانہ پر فاروق کا چندہ سال رواں ادا نہیں کیا۔ اور جن کے ذمہ گذشتہ سال کا بقایا ہے۔ اور جنہوں نے کوئی مہلت بھی نہیں لی۔ ان سب کے نام فاروق کے وی۔پی ارسال کر دئیے ہیں۔ کیونکہ کاغذ خریدنے کے واسطے روپیہ کی بہت ضرورت ہے۔ اور کاغذ دن بدن مہنگا ہوتا جا رہا ہے۔ پس احباب وی۔پی وصول کر کے فاروق کی امداد کریں۔ جن کے وی۔پی بلاوجہ معقول واپس آئیں گے۔ ان کے نام مجبوراً تا وصولی چندہ پرچہ بند رہے گا۔ کیونکہ فاروق کے فنڈ میں بالکل گنجائش نہیں ہے۔ کہ پرچہ بلاوصولی چندہ جاری رکھا جائے۔ (مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ رجنوری ۱۹۴۱ء | نمبر ۲

خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ رجنوری ۱۹۴۱ء

چند باتیں

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جلسہ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کا شکر

سب سے پہلے تو میں

اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے باوجود اس کے کہ میری طبیعت جلسہ سے قبل بیماری اور کام کی زیادتی کی وجہ سے بہت ضعیف تھی۔ اور میں اپنے نفس میں سمجھتا تھا۔ کہ غالباً میں جلسہ کے موقعہ پر اس حد تک بھی تقریریں نہ کر سکوں گا۔ جس حد تک کہ پہلے کیا کرتا تھا۔ اور دوسرے کاموں میں بھی غالباً کمی کرنی پڑے گی۔ مگر اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ کسی کام میں کوئی کمی نہیں کرنی پڑی۔ بلکہ پہلے جلسوں کے بعد میں جس قدر کوفت محسوس کیا کرتا تھا۔ اس سال اس سے بہت کم کوفت محسوس ہوئی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا جلسہ آیا ہی نہیں۔ بلکہ کئی لحاظ سے میں اس وقت اپنی طبیعت کو جلسہ سے پہلے کی نسبت بہت بہتر پاتا ہوں۔ گویا ایک قسم کا علاج ہو گیا۔ بے شک جلسہ کے بعد کھانسی ضرور ہوئی ہے۔ مگر یہ کھانسی حلق کی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کھانسی سے ضعف نہیں ہوتا۔ اور پھر پہلے سالوں کی نسبت اس سال کھانسی میں بھی کمی ہی رہی ہے۔ گو دو چار روز قبل کھانسی کچھ زیادہ تھی۔ مگر کل قریباً نہیں اٹھی۔ آج کچھ کچھ اٹھ رہی ہے۔ مگر اس دفعہ کا حملہ اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ جو پہلے سالوں میں جلسہ کے بعد ہوا کرتا تھا۔ پہلے تو جلسہ کے بعد ایسی

شدید کھانسی

ہوا کرتی تھی۔ کہ مجھے رات کے ایک ایک دو دو بجے تک بستر میں بیٹھ کر وقت گزارنا پڑتا تھا۔ اور نیند نہیں آتی تھی۔ اس سال گو صبح شروع ہوتی ہے۔ مگر دس بجے تک ہٹ جاتی ہے۔ اور پھر شام کو کچھ شروع ہو کر سونے کے وقت تک رک جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سردی لگنے کی وجہ سے متلی کی بھی کچھ شکایت ہوئی۔ اور جگر کی خرابی کا کچھ دورہ ہوا۔ مگر مجموعی لحاظ سے اور توقع کے بالکل خلاف میری طبیعت بہت اچھی رہی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ایسی نصرت کی ہے۔ کہ کام بھی ہو گیا۔ اور طبیعت میں بھی کوئی خرابی نہیں ہوئی۔ بلکہ طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ اس میں کچھ دخل ایک اور بات کا بھی ہے۔ مگر وہ بھی

خدا تعالےٰ کا فضل

ہی ہے اور وہ یہ کہ میں ہمیشہ عام طور پر جلسہ کی تقریروں کے نوٹ دوران جلسہ میں لیا کرتا ہوں۔ چونکہ فرصت نہیں ہوتی۔ اس لئے میرا قاعدہ ہے۔ کہ سفید کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا کرتا ہوں۔ اور دوسرے کاموں کے دوران میں جو وقت مل جائے۔ اس میں کاغذ نکال کر نوٹ کرتا رہتا ہوں۔ مثلاً ڈاک دیکھ رہا ہوں۔ دفتر والے کاغذات پیش کرنے کے لئے لانے گئے۔ اور اس دوران میں میں نوٹ کرنے لگ گیا۔ یا نماز کے لئے تیاری کی سنتیں پڑھیں۔ اور جماعت تک جتنا وقت ملا۔ اس میں نوٹ کرتا رہا۔ اس طرح میں یہ تیاری پندرہ سولہ دسمبر سے شروع کر دیتا تھا۔ اور قریباً ۲۲-۲۳ دسمبر تک کرتا رہتا۔ اور اس کے بعد دوسرے کاموں سے فراغت حاصل کر کے

نوٹوں کی تیاری

میں لگ جاتا۔ لیکن ان کو درست کر کے لکھنے کا کام میں بالعموم ۲۷-۲۸ کو کرتا تھا۔ اور اس کے لئے وقت انہی تاریخوں میں ملتا تھا۔ اس وجہ سے طبیعت میں کچھ فکر بھی رہتا تھا۔ کہ صاف کر کے لکھ بھی سکوں گا۔ یا نہیں۔ لیکن اس دفعہ قرآن کریم کی تفسیر کا کام رہا۔ اور اس کے لئے وقت نہ تھا۔ ۲۲ کی شام کو ہم تفسیر کے کام سے فارغ ہوئے۔ ۲۳ کو بعض اور کام کرنے تھے۔ وہ کئے۔ ۲۴ کی شام کو نوٹوں کا کام شروع کیا۔ اور فکر تھا۔ کہ یہ کس طرح کروں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا۔ کہ نوٹوں کی تیاری میں بہت آسانی ہو گئی۔ حوالے وغیرہ بہت جلد جلد ملتے گئے۔ اور ۲۵ کی شام کو تینوں لیکچروں کے نوٹوں سے میں فارغ ہو چکا تھا۔ یہ بھی ایک وجہ ہے۔ کہ مجھے زیادہ کوفت نہیں ہوئی۔ کیونکہ زیادہ محنت نہ کرنی پڑی۔ اگر مضمون پیچیدہ ہو جاتا۔ تو مجھے زیادہ محنت کرنی پڑتی۔ اور پھر بوجھ بھی زیادہ محسوس ہوتا۔ اور تکلیف ہوتی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے بچا لیا۔

چندہ تحریک جدید سال ہفتم کے وعدے ۳۱ رجنوری تک بھیجدیں

اس کے بعد میں احباب کو

تحریک جدید کی طرف توجہ

دلانا چاہتا ہوں۔ گو اس بات سے زیادہ تر فائدہ قادیان کے دوستوں کو ہی پہنچ سکے گا۔ کیونکہ یہ بات ان تک آج ہی پہنچ جائے گی۔ میں نے تحریک جدید کے وعدوں کے لئے آخری تاریخ ۷ رجنوری ۱۹۴۱ء مقرر کی تھی۔ آج ۳ ہے اور اس لحاظ سے صرف چار روز باقی ہیں۔ اور اس تنگ وقت میں یہ بات بیرونی جماعتوں کو پہنچنی مشکل ہے۔ بیرونی جماعتوں کے لئے حسب قاعدہ سابق ۸ رجنوری کی تاریخ آخری ہے۔ یعنی جن خطوط پر ۸ رجنوری کی مہر ہو گی۔ وہ وعدے میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے۔ آخری تاریخ تو سات ہے۔ مگر سات کی شام کو چونکہ ڈاک نہیں نکل سکتی۔ اس لئے ۸ کی مہر والے خطوط میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے۔ اس دفعہ میں نے چونکہ میعاد بہت کم مقرر کی تھی۔ اس لئے جو لوگ پوری طرح کام نہیں کر سکے۔ اور جلسہ کی وجہ سے ان کو موقعہ بھی کم مل سکا ہے۔ دس دن تو کم سے کم جلسے میں چلے گئے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے لئے میں اس میعاد میں توسیع نہیں کرتا۔ البتہ جن کے لئے مجبوریاں تھیں۔ ان کے لئے

۱۷ رجنوری دوسری میعاد

مقرر کرتا ہوں۔ یہ میعاد قادیان کے لوگوں کے لئے نہیں۔ کیونکہ ان کے حالات دوسروں سے مختلف ہیں۔ یہاں کے دوستوں کو اگر جلسہ میں کام کرنا پڑا ہے۔ تو معاً بعد ان کے لئے فراغت بھی ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہیں آنا جانا نہ تھا۔ یہیں کام شروع کرنا تھا۔ اور یہیں ختم کر دینا تھا۔ پس یہ دوسری میعاد قادیان اور قادیان کے اردگرد کے لئے یعنی جو جماعتیں جماعت قادیان کے تابع ہیں نہیں ان کے لئے میعاد ۸ رجنوری کو ختم ہو جائے گی۔ باہر کی جن جماعتوں کے لئے مشکلات تھیں۔ اور

جلسہ کی وجہ سے

یا اور وجوہ سے جن کے لئے مجبوری تھی۔ ان کے لئے میں پہلی میعاد کو تو لمبا نہیں کرتا۔ البتہ دوسری میعاد مقرر کر دیتا ہوں۔ جو دوست اپنے خطوط ۱۸ کو ڈاک میں ڈال دیں گے۔ ان کے وعدے میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے۔ (چونکہ یہ خطبہ آٹھ دن تک شائع نہیں ہو سکا۔ اب یہ میعاد

۳۱ رجنوری ۱۹۴۱ء تک

بڑھائی جاتی ہے۔ امید ہے۔ کہ اس عرصہ تک سب دوست اور جماعتیں اپنے وعدے دفتر میں بھجوا دینگے) ہندوستان سے باہر کی جماعتوں کے لئے حسب دستور سابق وعدوں کی آخری تاریخ آخر مارچ تک ہے۔ اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ یا امریکہ کے دوسرے ملکوں کے لئے اگر وہاں کوئی احمدی ہوں تو یہ میعاد جون تک ہے۔

میعاد کو مختصر کرنے کی وجہ سے دوستوں نے چستی سے کام کیا ہے۔ مگر ابھی بہت بڑی مقدار وعدوں کی باقی ہے۔ اور دوستوں کو چاہیئے۔ کہ باقی دنوں میں اس کمی کو پورا کریں۔ تا یہ سال پہلے سالوں کی نسبت بہتر رہے اور ان سے پیچھے نہ رہے۔

اس کے بعد میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ کہ

تفسیر کبیر

کی ۷۳۰ ا جلدیں بک چکی ہیں۔ اور ۲۸۰ کے وعدے ہو چکے ہیں۔ اور اس طرح گویا اگر یہ وعدے پورے ہو جائیں۔ تو دو ہزار دس جلدیں فروخت ہو جائیں گی اور قریباً ایک ہزار باقی رہ جائیں گی۔ اور ابھی بعض بڑی بڑی جماعتیں باقی ہیں۔ جنہوں نے اپنی ذمہ واری کو ادا کرنا ہے۔ انہوں نے ابھی خود خریدنا ہے۔ اور دوسروں کے پاس بھی فروخت کرنا ہے۔ مثلاً لاہور۔ امرتسر۔ گجرات۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ پشاور ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ کراچی۔ بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ بھاگلپور۔ پٹنہ۔ لکھنؤ وغیرہ کی جماعتیں ہیں۔ پھر یو۔ پی کی اکثر جماعتیں ہیں۔ حیدر آباد اور سکندر آباد کی جماعتیں ہیں۔ پھر ہندوستان سے باہر کی جماعتیں ہیں۔ اور یہ سب کوشش کریں۔ تو بالکل معمولی کوشش سے

چار پانچ ہزار جلدیں

فروخت ہو سکتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر صرف لاہور کی جماعت ہی محنت سے کام کرے۔ تو وہاں ہزار دو ہزار جلدیں ضرور لگ سکتی ہیں۔ مگر یہ دیکھتے ہوئے کہ ساری جماعت پوری طرح کام نہیں کرتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر لاہور کی جماعت احمدیوں میں اور دوسروں میں ملا کر پانسو نسخے بھی لگوا دے۔ تو سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ اس نے کم سے کم ذمہ واری ادا کر دی ہے حیدر آباد اور سکندر آباد وغیرہ میں امراء کی کثرت اور جماعت کے مخلصین کی حالت کو دیکھ کر میں سمجھتا ہوں پانسو سے کم وہاں نہیں فروخت ہونی چاہئیں۔ اور اس طرح ایک ہزار جلدیں تو انہی دو جگہوں میں فروخت ہو جانی چاہئیں۔ پھر

ہندوستان سے باہر

بھی کم سے کم پانسو لگنی چاہئیں۔ اور اگر ساری جماعت پوری ذمہ واری کے ساتھ کام کرے۔ تو اس کے لئے دس ہزار نسخے فروخت ہو جانے چاہئیں سر دست صرف ایک ہزار نسخے باقی ہیں۔ اسلئے جماعتیں اگر جلدی نہ کریں گی۔ تو انہیں بالکل محروم رہنا پڑے گا۔ اس لئے دوستوں کو اس طرف جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اپنے اپنے علاقوں میں اسکی اشاعت کرنی چاہیئے۔ تا آئندہ کے لئے وہاں قرآن کریم کا بیج بو دیا جائے۔ اگر انہوں نے جلدی نہ کی تو پھر

دوسرے ایڈیشن تک انتظار

کرنا پڑیگا۔ جو پہلے کے ختم ہونے پر ہی شائع ہو سکتا ہے۔ اور اس لئے ممکن ہے۔ سال دو سال بعد شائع ہو سکے۔ اور اتنا لمبا وقفہ پڑ جانے سے اپنے دل پر بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ اور دوسروں کا جوش بھی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ بعض دوستوں نے

تفسیر کی مفت اشاعت

کے لئے قیمتیں دی ہیں۔ ایک دوست نے سو جلدوں کی ایک نے بیس کی اور ایک نے گیارہ کی قیمت دی ہے۔ مجھے صرف انہی تین کا علم ہے۔ ہم نے ان کی قیمتیں شکریہ کے ساتھ لے لی ہیں۔ مگر میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ ایک ہی آدمی ڈیڑھ دو سو جلدوں کی قیمت دے دے۔ اور اس طرح مخلصین اپنے اوپر چار چار پانچ پانچ سو کا بوجھ ڈال لیں۔ بلکہ میں یہ پسند کرتا ہوں۔ کہ دوسروں میں کتب فروخت کی جائیں۔ دوسروں کو مفت دے دینے سے اپنے اوپر تو بوجھ پڑ جاتا ہے۔ مگر فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ جن کو مفت دیدی جائے۔ ان میں سے ننانوے فیصدی اسے کھول کر بھی نہ دیکھیں گے۔ لیکن جو شخص پانچ چھ روپیہ خرچ کریگا۔ وہ اسے پڑھے گا بھی۔

پس جن دوستوں نے رقوم دی ہیں۔ ان کو ہم نے لے لیا ہے۔ مگر میں یہ نہیں سمجھتا۔ کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا ہے۔ یہ ان کی طرف سے

زائد نیکی

ہے۔ اور نفل ہے۔ ان کی ذمہ واری ابھی باقی ہے۔ جو انہیں ادا کرنی چاہیئے۔ اور یہ خریدار پیدا کرنے سے ہی ادا ہو سکتی ہے۔

جلسہ سے قبل مجھے یہ رپورٹ ملی تھی۔ کہ قادیان کے لوگوں نے اپنی ذمہ واری کو اس بارہ میں ادا نہیں کیا۔ یہاں سینکڑوں نسخے لگنے چاہیئے تھے۔ کیونکہ یہاں تعلیم زیادہ ہے۔ اور لوگوں میں قرآن کریم سمجھنے کی اہلیت زیادہ ہے۔ مگر ابھی یہاں کے دوستوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ انہیں جلد سے جلد اپنے فرض کو ادا کرنا چاہیئے۔

غیر مبایعین میں خصوصیت سے تبلیغ کی جائے

اس کے بعد میں نئے سال کے متعلق دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس سال انہیں خصوصیت کے ساتھ

پیغامیوں میں تبلیغ

کرنی چاہیئے۔ میں نے پچھلے سال بھی اس کے متعلق تحریک کی تھی۔ مگر وہ دوران سال میں تھی۔ اور گو بعض دوستوں نے اس طرف توجہ کی۔ مگر ایسا اچھا کام نہیں ہوا۔ بعض دوستوں نے نئے نئے مضامین لکھے۔ بعض نے تبلیغ کی۔ اور ان میں سے بعض نے بیعت بھی کی۔ مگر ان کی تعداد بہت کم تھی۔ میرا اندازہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس بارہ بیعت میں شامل ہوئے ہیں۔ اور گو پیغامیوں کی تعداد بھی تین چار ہزار ہی ہے۔ اور اس لحاظ سے ان میں سے احمدی ہو سکتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک یہ تعداد کافی نہیں ہے۔ اور اگر ہم پوری طرح ان پر ٹوٹ پڑیں۔ اور سارا زور لگا کر تبلیغ کریں۔ تو جلد از جلد کامیابی ہو سکتی ہے۔ ان میں ایک طبقہ تو ایسا ہے۔ جو بہت بگڑ چکا ہے۔ اور اس کی حالت ایسی ہے۔ کہ اب میرے نزدیک ان کی اصلاح ناممکن ہے۔ انہوں نے اپنے دل کو بہت گندا کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر انہی کے دلوں کے تیار کردہ تالے لگا دیئے ہیں۔ انہوں نے سچائی کو قبول کرنے سے ایسا اعراض کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے بھی ان سے منہ موڑ لیا ہے۔ اور جب تک ان کے اندر

نئی تبدیلی

نہ پیدا ہو۔ نئے سامان ان کی ہدایت کے پیدا نہ ہوں۔ ان کو ہدایت نہیں ہو سکتی۔ لیکن ایک طبقہ ان میں ایسا بھی ہے۔ جو واقعی دل میں اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتا ہے۔ اور صداقت سمجھ کر اسے اختیار کئے ہوئے ہے۔ یہ طبقہ خود بھی گمراہ ہے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ان لوگوں کا حق ہم پر مقدم ہے۔ اور جماعت کو ان کی ہدایت کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ گو آپ کے بعض حصوں کے معنے اور کرتے ہیں۔ اور دوسروں کی نسبت ہمارے زیادہ قریب ہیں۔ گو ان کے دلوں میں ہم سے دشمنی ہے۔ مگر وہ اپنے ائمہ کی پیروی میں ہے۔ جن کے دل ہمارے خلاف بغض سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور ان کے اس بغض کا برا اثر عوام پر پڑتا ہے۔ ان کے اپنے دل کی یہ

کیفیت نہیں۔ اس لئے ان کا زیادہ حق ہے۔ کہ ہم ان کی

ہدایت کے لئے کوشش

کریں۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر جہاں جہاں بھی پیغامی ہوں۔ مثلاً لاہور سیالکوٹ راولپنڈی۔ فیروزپور۔ پشاور وغیرہ ان سب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ خصوصیت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اس سال کوشش کریں۔ کہ ان میں سے زیادہ سے زیادہ کو ہدایت نصیب ہو۔

گذشتہ سالوں میں ان لوگوں نے

ہم پر ناواجب حملے

کئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے ایسے دشمنوں کی مدد کی ہے۔ اور ان کو چندے دیئے ہیں۔ جنہوں نے بلاوجہ ہم پر ناواجب اتہامات لگائے۔ گو وہ انکار کرتے ہیں کہ ہم نے ان کی مدد نہیں کی۔ مگر ان کے اپنے کئی لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا ہے۔ دراصل ان کا انکار ایسا ہی ہے۔ جیسے بعض پرانے مولویوں نے بعض ناجائز باتوں کو جائز کرنے کے لئے بعض حیلے تراش رکھے ہیں۔ مثلاً عید کی نماز کے بعد قربانی کا حکم ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی کا دل چاہے۔ کہ نماز سے پہلے اپنی قربانی کا گوشت کھائے۔ تو وہ یوں کر سکتا ہے۔ کہ کسی گاؤں میں جانور لے جاکر ذبح کرے۔ کیونکہ جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو۔ وہاں یہ شرط نہیں۔ عید کی نماز تو شہر میں ہوتی ہے۔ دیہات میں نہیں۔ پس کسی گاؤں میں جاکر جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو۔ نماز سے پہلے قربانی کرکے اپنے گھر میں لائی جاسکتی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب قربانی کو آدمی چٹی سمجھے۔ پیغامیوں کا ہمارے دشمنوں کو مدد دینے سے انکار بھی دراصل اسی قسم کا ہے۔ وہ حیلے بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ انجمن کے روپیہ سے ہم نے کوئی مدد نہیں دی۔ وہ زید بکر سے چندہ کرکے دیدیتے ہیں۔ جب مستریوں نے فتنہ انگیزی شروع کی تو اسوقت بھی ان لوگوں نے انکی مدد کی۔ مگر ساتھ ہی ساتھ انکار بھی کرتے رہے۔ لیکن ان کی پارٹی کے بغداد کے سیکرٹری نے ہمیں لکھ کر دیا۔ کہ مجھے اپنے سنٹر سے ان لوگوں کے ٹریکٹ اور اشتہار وغیرہ تقسیم کے لئے آتے رہے ہیں۔ اب بھی انہوں نے ہمارے مخالفوں کی مدد کی ہے۔ مگر اس سے انکار کرتے ہیں۔ اور انکار سے ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم نے

انجمن کے روپیہ سے ان کی مدد

نہیں کی۔ مگر کرتے ضرور ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے چند لوگوں کو تحریک کر دی۔ اور ان سے روپیہ لے کر دے دیا۔ تو یہ لوگ اس قسم کے حیلے بنا بنا کر ہمارے دشمنوں کو مدد دیتے ہیں۔ جو ہم پر ناواجب حملے کرتے ہیں۔ مگر ہمیں اسکی پرواہ نہیں۔

ان لوگوں میں سے ایک مالدار خاندان کا ایک فرد مصری صاحب کے فتنہ کے شروع میں یہاں آیا۔ اور اس نے مصری صاحب کو ایک معقول رقم دی۔ کہ ان لوگوں کا خوب مقابلہ کرو۔ ہم تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔ پھر مصری صاحب کے ساتھی مثلاً حکیم عبد العزیز اور عبد الرب پٹھان وغیرہ بھی اس خاندان کے پاس جاتے رہے۔ اور ان سے مدد لیتے رہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کہ اسی سال اس خاندان کا ایک نوجوان پھر یہاں آیا اور مجھے کہا۔ کہ ہمیں فلاں بڑا کام مل سکتا ہے۔ آپ ہماری سفارش کر دیں۔ کوئی اور ہوتا۔ تو ان کو جتاتا۔ اور کہتا۔ کہ تم تو ہماری اس طرح مخالفت کرتے رہے ہو۔ مگر

مومن کا بدلہ

اور رنگ کا ہوتا ہے۔ اور وہ یہی کہ جو لوگ سالہا سال گالیاں دلواتے رہے۔ وہ ان کے بھلے کا کام کرے۔ چنانچہ میں نے ان کی سفارش کی۔ اور مجھے خوشی ہے۔ کہ میں نے وہی بدلہ لیا۔ جو محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی سنت کے مطابق ہے۔ ہمیں ان لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں۔ بلکہ خیر خواہی ہے۔ بیشک وہ

دشمنی میں انتہاء سے بڑھے ہوئے

ہیں۔ مگر اصل دشمنی چند ائمہ کو ہے۔ باقیوں میں ان کی دشمنی کا انعکاس ہے۔ اس لئے وہ اصل مجرم نہیں ہیں۔ اسلئے ہم ان سے مایوس نہیں۔ اور اگر پوری توجہ سے تبلیغ میں لگ جائیں۔ تو ضرور ان کو ہدایت ہو سکتی ہے۔ پس اس سال کے لئے

جماعت کا بڑا مقدم کام

یہی ہے۔ کہ خصوصیت سے ان لوگوں میں تبلیغ کی جائے مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھیں۔ کہ دوسری تحریکیں نظر انداز نہ ہوں۔ ہماری عمریں بہت گذر چکی ہیں۔ اور تھوڑی باقی ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اپنی زندگیوں میں احمدیت کو کم سے کم ہندوستان میں مضبوط حالت میں قائم شدہ دیکھ سکیں۔ ہر دن اور ہر رات ہمیں موت سے قریب کرتی جارہی ہے۔ اور صحابیوں کے بعد جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ یہ کام تابعین کے ہاتھ میں اور پھر ان کے بعد تبع تابعین کے ہاتھوں میں جائیگا ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ آئندہ احمدی ہونیوالے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دیکھا۔ وہ یہ تو کہہ سکیں۔ کہ ہم نے آپ کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ یا یہ کہ آپ کے دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ پس جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ ان کی زندگیاں بہت قیمتی ہیں۔ اور جتنا کام وہ کر سکتے ہیں۔ دوسرے نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ مرنے سے قبل احمدیت کو مضبوط کر دیں۔ تا دنیا کو معلوم ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

صحابہ نے ایسی محنت سے کام کیا۔ کہ احمدیت کو دنیا میں پھیلا کر مرے۔ اگر جماعتیں اس طرف پوری طرح متوجہ ہوں۔ تو چند سال میں ہی دنیا میں تغیر عظیم پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں عنقریب تفسیر کبیر کی پہلی جلد

کا کام شروع کرنے والا ہوں۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی روکوں کو دور کرکے اسکی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دنیا کی ہدایت کا موجب بنائے۔ چونکہ جمعہ کی نماز کے بعد مہمانوں نے جانا ہے۔ بارش بھی ہو رہی ہے۔ اور نمازیں جمع ہونی ہیں۔ اسلئے میں اسی پر خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن!

حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک پر کون چل رہا ہے؟

امیر پیغام کے تازہ ٹریکٹ پر ایک نظر

مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام نے اپنے ٹریکٹ "جماعت قادیان کے ایک ایک آدمی کو ثالث بننے کی دعوت" میں لکھا ہے۔ کہ جماعت قادیان کا موجودہ مسلک خلاف مسلک حضرت مسیح موعودؑ ہے۔ میں اس وقت ان کے اس مضمون کی طرف جو انہوں نے اپنے اس ٹریکٹ میں شائع کیا ہے جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کا جواب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے لیکچر میں بیان فرما دیا ہے۔ میں اس وقت اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا جماعت احمدیہ قادیان خلاف مسلک مسیح موعودؑ ہے۔ یا جماعت غیر مبایعین؟

مولوی صاحب نے اپنے اس ٹریکٹ میں اس بات کے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسلک کے خلاف چل رہی ہے۔ تعجب کا مقام ہے۔ کہ ایک جماعت جو حضور کے تمام دعاوی اور آپ کے تمام احکام و اقوال پر نہ صرف پختہ دل سے ایمان لانے والی بلکہ عمل بھی کرنے والی ہوتے ہوئے خلاف مسلک حضرت مسیح موعودؑ ہو سکتی ہے؟ تو وہ جماعت جو نہ صرف آپ کے اقوال و احکام و دعاوی کا انکار کرنے والی بلکہ حضور علیہ السلام کو مقام نبوت سے گرا کر ایک "مخصوص عالم" قرار دے کر صریح طور پر توہین کی مرتکب ہے۔ کس طرح خلاف مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں ہو سکتی؟

جماعت احمدیہ قادیان خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ایک حکم کو سچے دل سے ماننے والی اور حضور علیہ السلام پر صدق دل سے ایمان رکھنے والی ہے۔ مگر اس کے برعکس جماعت پیغام آپ کے احکام اور دعاوی کا صاف انکار کرتی ہے۔ جیسا کہ ناظرین کو آگے چل کر معلوم ہو جائے گا۔

جماعت احمدیہ قادیان کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت بشیر الدین محمود احمدؐ ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفہ برحق اور مصلح موعود ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں اور الہامات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ مگر اہل پیغام آپ کی تمام پیشگوئیوں اور الہامات کو پس پشت پھینک کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اس لئے خلافت سے برطرف قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے تمام الہامات و پیشگوئیوں کا سرے سے ہی انکار اور حضور علیہ السلام کے احکام کی سخت توہین کر رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کے سراسر خلاف چل رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کے بارے میں بشارت دی جاتی ہے۔ کہ "سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ ...... اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (......) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲)

مولوی صاحب ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اپنے دل کو ہر طرح کے ضد و تعصب اور حسد و بغض سے پاک کر کے بنظر عمیق دیکھیں۔ اور سوچیں کہ کتنی زبردست بشارت ہے۔ جو حضرت امیر المؤمنین بشیر الدین محمود احمدؐ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حق میں خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو عطا فرمائی۔ اور پھر بتائیں کہ کیا واقعی یہ بشارت حضور علیہ السلام کو دی گئی یا نہیں؟ اگر دی گئی ہے تو پھر کیوں اس کے خلاف چل کر اسکی تکذیب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسلک کے خلاف چلتے ہیں۔

کیا عجب لطیفہ ہے۔ کہ انکار تو حضور علیہ السلام کے الہامات و بشارات کا آپ کریں۔ اور خلاف مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم چلیں۔ یہ تو الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی بات ہے۔ مولوی صاحب! آپ کا دل اس پر شاہد ہے۔ اور اس بات کو خوب اچھی طرح تسلیم کرتا ہے۔ کہ جماعت قادیان ہی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک پر چل رہی ہے۔ مگر ضد و عناد کے باعث آپ حقیقت سے روگردانی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارات کو پس پشت پھینک کر اس کا الزام ہم پر لگا رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعدد بشارات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برحق خلیفہ ہیں۔ اور حضور کے متبعین اور پیرو ہی صرف حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک پر چلنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علاوہ دیگر بشارات کے ایک بشارت پیش کرتا ہوں۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے۔ کہ سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خدا نے ہی مسند خلافت پر متمکن فرمایا۔ اور اس عظیم الشان عہدہ پر مامور کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- "دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ ...... دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء (سبز اشتہار)

بخدا مولوی صاحب ہمیں بتائیں۔ کہ وہ کونسا دوسرا بشیر ہے۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ جو اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ اور جس نے رحمت کی دوسری قسم جس کا حضور علیہ السلام نے ابھی ذکر فرمایا ہے کی تکمیل کی ہو۔ ہاں اگر انہیں معلوم نہیں۔ یا وہ دیدہ و دانستہ بتانے سے انکار کرتے ہیں۔ تو ہم انہیں بتائے دیتے ہیں۔ کہ مندرجہ بالا ارشادات خداوندی کا حقیقی مصداق ہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صادق جانشین مومنین کے آقا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود ہی ہیں۔ جن کے دامن خلافت سے وابستہ ہونا ہی آج اپنی عاقبت کو سنوار لینا ہے۔ اور حضور ہی کی اقتداء میں چلنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسلک پر چلنا ہے۔ اور آپ کے انکار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کا انکار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے "ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اتریگا۔ اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں قید ہیں۔ رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی اور کی نسبت یہ بشارات نہیں دی گئیں۔ بلکہ حضور علیہ السلام کی تمام بشارات اپنی ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد کے متعلق اور خصوصاً سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ہی دی گئی ہیں۔ جو لفظ بلفظ اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اور آج ان تمام بشارات کا مصداق اور مرد خدا تمام دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کو کما حقہٗ پہنچا رہا ہے۔ اور انسانی قلوب پر توحید خداوندی کا تسلط جمائے جا رہا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور مبشر الہامات کا دیدہ دانستہ انکار کرنا صریح طور پر آپ کے مسلک کے خلاف چلنا ہے۔ اس لئے بطور ہمدردی ہم اہل پیغام کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ للہ ضد و تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں سے اتار کر فرزند دلبند گرامی ارجمند سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ کے نور سے اپنے تاریک دلوں کو منور کرو۔ کیونکہ "وہ نور ہے نور جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا" لہٰذا تم بھی اپنے دماغوں کو اس عطر سے معطر کرلو۔ کیونکہ آپ کے ہی دامن سے وابستہ ہونا ترقی و نجات کا ذریعہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی مسلک ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو حضور ایدہ اللہ پر ایمان لاتے اور آپ سے اپنے رشتۂ محبت کو مضبوط کرتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک پر چلے۔ اور انہوں نے آپ کی صداقت کا ثبوت دیا۔ آؤ آؤ دوڑو دوڑو اور اس آسمانی آواز پر لبیک کہہ کر اپنی عاقبت سنوار لو۔ کہ یہی راہ تقویٰ اور ہدایت کی ہے۔ اور یہی مسیح موعود کا مسلک ہے۔ اے خدا تو بھولے بھٹکوں کو نور بصیرت عطا فرما۔ (آمین) والسلام

(خاکسار ذوالقرنین احمدؐ محلہ دارالبرکات قادیان)

خاک کا پتلا اور پیغامی معزز کی گالیاں

اخبار فاروق مورخہ ۱۱/۱۴ کی اشاعت میں ایک مختصر سا جذباتی مقالہ بعنوان "خاک کا پتلا" شائع ہوا تھا۔ اس پر ہمارے لاہوری پارٹی کے دوستوں سے ایک معزز بھائی نے وہ گالیاں لکھیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات کے متعلق پیغام بلڈنگ کے پروردہ غلام محمدؐ کی تحریر کے بعض ایسے حصے درج کئے ہیں۔ جو بے حد گندے اور خباثت سے پُر ہیں۔ مضمون نگار جناب میاں محمدؐ صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ جناب میاں صاحب مذکور کمینہ اخلاق سے پُر ہیں۔ کیونکہ آپ دنیوی رواج کے مدنظر بہر حال شریف کہلانے کے مستحق ہیں۔ پھر مجھے خیال آیا۔ کہ آپ نے محکمۂ پولیس میں ادنیٰ حالت سے ترقی کی ہے۔ اور اس محکمہ کے اکثر سب انسپکٹر دنیا جہان کی گالیاں سیکھنا اور اگلنا اپنا فرض اور بہترین کامیابی سمجھتے ہیں۔ سو میاں صاحب کو یہ کمال بطور خمیر نصیب ہوا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت انہیں اتوڑ حال نہیں کر سکتی۔ الا ان یشاء اللہ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

یہ خیالات تو جناب میاں صاحب کے متعلق ہو سکتے ہیں۔ مگر ہمارے یہ بچھڑے ہوئے بھائی خواہ ڈاکٹری جیسی نرم ڈیوٹی پر رہ کر پنشنر ہوئے ہوں۔ پھر بھی بے نقط گالیاں دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ پیغام بلڈنگ میں رہنے والے دوستوں کے معیار اخلاق کی انتہا بھی گالیاں ہی ہے۔ چنانچہ میاں صاحب بھی پنشن لیتے ہی اس کٹھیالی میں پڑ کر "کندن" بن گئے۔ سو اب وہ گالیاں نہ دیں۔ تو اور کیا کریں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میرا ارادہ تو تھا۔ کہ میں بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دوں۔ مگر ابھی مورخہ ۲/۱۳ کے خطبہ میں حضرت امام حق ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پھر ان بھائیوں کے لئے اظہار ہمدردی فرمایا۔ کہ یہ ہمارے بچھڑے ہوئے دوست ہیں۔ اور انہیں زیادہ دور نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نہ کسی رنگ میں سچا خیال کرتے ہیں۔ اس لئے میں جناب میاں صاحب کی گالیوں کے جواب میں ان کی خدمت شریف میں مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر دوبارہ غور فرماویں۔ اور میں سچے دل سے عرض کرتا ہوں۔ کہ میں اور میرے تمام بھائی آپ کی بہتری کے خواہاں ہیں۔ ہیر پھیر کر کے میں آپ کو بُرا بھلا کہہ سکتا ہوں۔ اور آپ ہمیں کہہ سکتے ہیں۔ آپ میری اس گذارش پر ایک دفعہ ٹھنڈے دل سے "حقیقۃ النبوۃ" کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "ایک غلطی کا ازالہ" کا مطالعہ فرمائیں۔

اور پھر جناب مولوی محمدؐ علی صاحب مکرم کے سابقہ عقائد پر بھی غور کریں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان کی تحریریں آپ کے لئے رجحت نہیں ہو سکتیں۔ مگر ان سے اس قدر تو ظاہر ہو جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ان کے عقائد اور تھے۔ اور اب وہ نہیں ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے عقائد کا تدریجاً انحطاط "نبی" "ظلی نبی"۔ "بروزی نبی" "مجدد اعظم" اور "مخصوص عالم" وغیرہ بھی آپ کے سامنے آجائے گا۔ بلکہ ان کے دست راست خواجہ صاحب مرحوم نے تو آخری وقت یہانتک لکھ دیا تھا۔ کہ "تبلیغ اسلام کے لئے خصائص احمدیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس پر پیغام صلح نے بھی اظہار ناراضگی کیا تھا۔ یہ تنزل ظاہر کر رہا ہے۔ کہ وہ دن بدن برادران وطن سے مرعوب ہو ہو کر ان میں ہموار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اندریں صورت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد بالکل بے کار ہو جاتی ہے۔ پس آپ مہربانی فرما کر دوبارہ غور فرماویں۔ اور اگر لٹریچر کی ضرورت ہو۔ تو آپ کی خدمت میں مناسب پمفلٹ وغیرہ بھجوانے کا انتظام بھی کیا جا سکتا ہے۔

(آپ کا خیر خواہ ذبیح احمدی)

عید اضحیٰ

بانیٔ مکۂ معظمہ سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ کی یادگار

قریباً چار ہزار سال ہوئے۔ جبکہ ارض مقدسہ فلسطین میں اللہ تعالےٰ نے ابو الانبیاء حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل یعنی دلی دوست اختیار کیا۔ آپ کافی عمر کے ہو گئے۔ مگر اولاد نہ ہوئی۔ آپ کی پہلی بیوی کا نام سائرہ تھا۔ بائیبل میں مذکور ہے۔ کہ دانے پانی اور گھاس کی قلت نے آپ کو نقل مکانی پر مجبور کر دیا۔ آپ جب مصر میں وارد ہوئے۔ تو فرعون نے آپ کے حرم محترم کو دیکھ کر بد ارادہ کیا۔ مگر اس وقت خدا تعالیٰ کی خاص الخاص تجلی نے اسے معجزانہ طور پر باز رہنے پر مجبور کر دیا۔ اور وہ اتنا متاثر ہوا۔ کہ اپنے خاندان سے ایک شہزادی اور بہت سا مال و دولت بطور نذرانہ پیش کیا۔ بائیبل اس شہزادی کو لونڈی قرار دیتی ہے۔ مگر احمدی محققین کا خیال ہے۔ کہ از روئے تاریخ یہ خیال باطل ہے۔ اور اسلام کی دشمنی میں اہل بائیبل نے اور بھی بہت کچھ تغیر کیا ہے۔ چنانچہ یہ خیال بھی انہیں تعصبات میں سے ہے اس شہزادی کا نام ہاجرہ تھا۔ ام المومنین رضؓ ہاجرہ کے بطن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں چھیاسی برس کی عمر کے بعد وہ بچہ پیدا ہوا۔ جس کی یادگار عید الاضحیہ ہے۔ اور یہی وہ بچہ ہے۔ جن کی نسل سے خدا تعالیٰ نے وہ یگانۂ روزگار۔ "تاج المرسلین۔ اور خاتم النبیین پیدا کیا۔ جو خدائی تجلیات کا پورا پورا عکس ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابراہیم کی چھیاسی برس کی عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ادھر سائرہ نے جب سوت کی اولاد دیکھی۔ تو قدرتاً اور طبعاً ان کے دل میں بھی اولاد کی خواہش زیادہ تر ہو گئی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی۔ اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ننانوے برس تھی۔ اور ایک سال بعد حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔ یعنی جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سو ایک برس کے تھے۔ اس لحاظ سے وہ اپنے بڑے بھائی یعنی اسماعیل سے پندرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ اس طور پر اللہ تعالےٰ نے اسماعیلؑ کو پندرہ برس تک ابراہیمؑ کا اکلوتا بیٹا رکھا۔

سوانح اسماعیلؑ

الٰہی منشاء کے ماتحت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت جبکہ اسماعیل ابھی دودھ پینے بچے تھے۔ انہیں اور ان کی والدہ ہاجرہ کو فلسطین سے عراق کے راستہ سے وہاں چھوڑ گئے۔ جہاں آج کل مکہ معظمہ آباد ہے۔ خدا کا گھر یعنی بیت اللہ اس وقت مرور زمانہ کی کشمکش اور سیلاب پر سیلاب کی لپیٹوں میں آکر کالعدم ہو چکا تھا۔ بیت اللہ تو کیا اس کے ارد گرد سینکڑوں میل تک آبادی کا نام و نشان تک بھی نہیں تھا۔ یہاں وحشی تک آنے سے گھبراتے تھے۔ اور پانی کا ملنا تو ایسا تھا۔ جیسا مولوی ثناء اللہ صاحب سے صدق کا مطالبہ۔ یا یوں کہیئے۔ کہ ریت سے تیل کی جستجو کرنا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بیت اللہ شریف پہلے بھی تھا چنانچہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے ہیں۔ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ کہ اے میرے رب میں اپنی اولاد کو بنجر اور بے پانی وادی میں تیرے گھر کے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹھہراتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آمد سے قبل بھی وہاں بیت اللہ تھا۔ جب حضرت ابراہیم اپنے ننھے اور دودھ پیتے بچے اور اپنی بیوی ہاجرہ کو لے کر اس جنگل میں پہنچے۔ تو اس وقت ان کے پاس صرف ایک مشکیزے میں پانی اور ایک تھیلی میں کھجوریں تھیں و بس۔ جس وقت آپ اس ننھی بے خبر جان اور اسکی بے کس والدہ کو اس ٹیلے پر چھوڑ کر واپس ہوئے۔ تو ام المؤمنین ہاجرہ نے پکارا۔ یا ابراھیم این تذھب وتترکنا بھذا الوادی الذی لیس فیہ انس ولا شیء۔ کہ اے ابراہیم آپ ہمیں ایسی جگہ جہاں نہ انسان ہے اور نہ کوئی دوسری چیز چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں۔ کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہیں۔ اے ابراہیم میری آواز کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ وہ بے کس عورت آواز پر آواز دیتی ہے۔ مگر مہربان خاوند جو اسکی ہر آواز محبت سے سنا کرتا تھا۔ آج جواب نہیں دیتا۔ کیوں؟ اس لئے نہیں۔ کہ وہ دشمن ہو گیا۔ اس لئے نہیں کہ وہ سنتا نہیں تھا۔ بلکہ شدت غم سے زیر رقت تھا۔ اور عنقریب بلکنے والی جان نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ہاجرہ نے بار بار آواز دی۔ اور آخر کار کہا۔ أٰللہ الذی امرک بھذا۔ کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ وفا کی پتلی ایمان کی سچی ہاجرہ نے یہ سنتے ہی کہا۔ اذن لا یضیعنا۔ کہ پھر وہ ہمیں ہرگز ضائع نہیں ہونے دیگا۔

سبحان اللہ۔ وہ عورت جو چند منٹ پہلے اپنے آپ کو تنہا ہوتے دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔ خدا تعالیٰ کا نام سنتے ہی تسلی سے بیٹھ گئی۔ اس رقت کی حالت میں ان کی نظروں سے اوجھل ہو کر حضرت خلیل اللہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ کہ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم الخ کہ میرے رب میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس چھوڑا جو کہ سراسر جنگل ہے۔ اے اللہ تاکہ یہ عبادت کریں۔ اے اللہ تو لوگوں کے دلوں میں ڈال کہ وہ خود بخود یہاں کھنچے چلے آویں۔ اے اللہ انہیں ہر قسم کے رزق اور پھل دے۔ الخ

آپ نے یہ دعا کی اور واپس لوٹ آئے۔ ادھر ام اسماعیلؑ تسلی سے بیٹھ کر بچے کو دودھ پلانے میں مصروف ہو گئی۔ ایک مشکیزہ پانی اور تھیلی کھجوروں کی بساط ہی کیا تھی۔ سو یہ بھی ختم ہو گئی۔ اور وہ بچہ جو کئی قوموں کا باپ ہونے والا تھا جس سے خانہ کعبہ کی آبادی مقدر تھی اور جس نے تمام دنیا کے لئے خدا کا گھر بنانا تھا ہاں وہ بچہ جس سے رحمۃ للعالمین نے پیدا ہونا تھا۔ شدت پیاس سے تڑپنے لگا۔ ممتا کی ماری ماں اپنا آپ بھول گئی۔ بچے کی تکلیف کی تاب نہ لا کر دوسری طرف منہ کر لیا۔ لیکن شدت محبت نے بار بار منہ پھرا کر ممتا کی آگ میں شعلے پیدا کر دئیے۔ نہ معلوم اس وقت اس بے کس عورت کے دل میں کیا کیا خیال آتے ہونگے۔ یقیناً وہ روتی ہو گی۔ مثل مشہور ہے۔ کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ وہ اگرچہ بفضل خدا ہلاکت سے بالکل مطمئن تاہم ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ پاس ہی ایک ٹیلا نظر آیا۔ دوڑ کر اسی پر چڑھ گئیں۔ اس مقدس ٹیلے کا نام صفا ہے۔ مگر وہاں پانی کہاں تھا۔ الٹا گرمی زیادہ تھی۔ پھر جلدی سے اتریں اور بچے کے پاس آئیں۔ وہ ماہی بے آب کی طرح پہلے سے زیادہ تڑپ رہا تھا۔ اس لئے طاہرہ ماں زیادہ گھبرا گئی۔ اور دوسرے ٹیلے مروہ پر چڑھ گئی۔ آپ نے اس طور پر صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر کاٹے۔ شدت گھبراہٹ میں تہبند اٹھا رکھی تھی۔ تاکہ دوڑتے وقت پاؤں میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ ساتویں دفعہ جب مروہ پر چڑھیں۔ تو غیب سے ایک آواز آئی۔ آپ نے توجہ سے سنا۔ پھر آواز آئی۔ آپ نے فرمایا۔ اے آواز دینے والے میں نے تیری آواز سن لی ہے۔ اگر تو میری امداد کر سکے تو کر۔ اس وقت آپ کو انسان کی صورت میں فرشتہ نظر آیا۔ جو اپنے پاؤں سے زمین کرید رہا تھا۔ آپ نے جا کر دیکھا۔ تو صاف شفاف پانی کا چشمہ پھوٹ کر بہہ رہا تھا۔ مگر فرشتہ غائب ہو چکا تھا۔ ہاجرہ ڈریں۔ کہ پانی پھیل کر ضائع نہ ہو جائے۔ اسلئے اردگرد منڈیر بنا دی۔ حضرت نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔ اگر ام اسمٰعیلؑ ایسا نہ کرتیں۔ تو یہ چشمہ وسیع علاقے میں پھیل جاتا۔ غرض آپ اطمینان سے بیٹھ کر دودھ پلانے لگیں۔ اس وقت فرشتے نے کہا۔ ہلاکت کا خیال تک بھی نہ کریں۔ یہاں بیت اللہ ہے۔ جسے یہ لڑکا اور اس کا باپ آباد کریں گے اللہ تعالےٰ اس خاندان کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ مبارک نسل کی ماں اور اس کا پاک بیٹا آرام سے رہنے لگے۔ کہ ادھر سے ایک قافلے کا گذر ہوا۔ اس قبیلے کا نام بنو جرہم تھا۔ انہوں نے فضا میں بگلے منڈلاتے دیکھ کر اندازہ لگایا۔ کہ یہاں پانی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے جانور بغیر پانی کے نہیں ہو سکتے ادھر ادھر تلاش کیا۔ تو چشمہ زمزم پر پہنچ گئے۔ یہ لوگ جنگل بیابان میں تن تنہا عورت دیکھ کر سہم گئے۔ اور مرعوب ہو گئے۔ کہ یہ کوئی بزرگ عورت ہے۔ عرض کیا۔ کہ آپ اجازت دیں۔ تو ہم یہاں قیام کر لیں۔ ام اسمٰعیلؑ نے کہا۔ بیشک آپ یہاں رہ سکتے ہیں۔ مگر پانی پر قبضہ میرا ہو گا۔ یعنی یہ چشمہ میری ملکیت میں رہے گا۔ بنو جرہم نے یہ شرط منظور کرتے ہوئے وہاں گھر بنا لئے۔ ان لوگوں کی زبان عربی تھی۔ حضرت اسماعیلؑ نے ان کی شاگردی میں عربی سیکھنی شروع کی۔ جب جوان ہو گئے۔ تو آپ کی والدہ نے انہیں لوگوں میں آپ کی شادی کر دی۔ ام المؤمنین کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت تک حضرت ابراہیم دوبارہ یہاں نہیں آ سکے۔ آپ اس وقت آئے جب ہاجرہ رضؓ وفات پا چکی تھیں۔ یا ممکن ہے آئے ہوں۔ مگر حدیث میں آمد کا کوئی ذکر نہیں۔ یہاں آ کر آپؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے کہا۔ کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ میں آپ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ آپ نے نہایت ہی سعادت سے عرض کیا۔ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ کہ ابا جان آپ الٰہی حکم کی تعمیل فرمائیں۔ انشاء اللہ آپ مجھے کامل فرمانبردار پائیں گے۔ چنانچہ آپؑ نے اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔

یہ بھی عجیب قسم کا نظارہ تھا۔ کہ وہ باپ جو برسوں اولاد کا منتظر رہا۔ اور خدا نے چھیاسی برس کی عمر میں انہیں فرزند عطا فرمایا۔ ایسی عمر کی اولاد خصوصاً والدین کو بہت عزیز ہوتی ہے۔ مگر وہ الٰہی ارشاد کے ماتحت اس امیدگاہ کو جنگل بیابان میں چھوڑ آتے ہیں۔ جو گویا دوسرے لفظوں میں قتل کرنے کے مترادف تھا۔ اب ابراہیم علیہ السلام برسوں کے بعد اپنے پیارے بیٹے سے ملتے ہیں۔ خلاف اسباب ظاہری اسے جوان پاتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت ان کی زندگی کی ظاہری امید قطعاً کوئی نہ تھی۔ مگر پھر بھی حکم خدا کی تعمیل میں جذباتِ محبت شفقتِ پدری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسکی گردن پر تیز دھار چھرا پھیرنے کے لئے اسے اوندھے منہ لٹا دیتے ہیں۔ اس وقت خلیل اللہ اپنے عزیز فرزند کے خون کے دھارے دیکھنے کو تھے۔ اور سیکنڈ بھر کے بعد اسے خون میں لت پت خاک پر تڑپتا ہوا پانے والے تھے۔ اور وہ نوجوان جس نے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ شادی کی تھی۔ اپنی دلہن کو داغِ بیوگی لگانے پر کمال خوشی سے گردن جھکائے گلا کٹوانے پر تیار پڑا تھا۔ مگر کیا ابراہیمؑ اپنے بیٹے کا لاشہ تڑپتا دیکھے گا۔ کیا اسماعیلؑ کا سر مبارک جسم اطہر سے الگ ہو جائے گا۔ کیا بیگم ذبیح اللہ کا سہاگ لٹ جائے گا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ وہ نوجوان تھا۔ جس کی نسل سے فخر موجودات شہ "لولاک" صاحبِ مہر نبوت پیدا ہونے والے تھے۔ "قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔ خدا کا وعدہ پورا ہونا ضروری تھا۔ ابراہیم خلیل اللہ نے گرچہ تعمیل ارشاد خداوندی میں کمال کر دیا۔ مگر خدائی منشا کچھ اور ہی تھا۔ اسلئے رب السمٰوات نے شاہی فرمان یوں صادر فرمایا۔ ونادینٰہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین ان ھٰذا لھو البلاء المبین وفدینٰہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الاٰخرین۔ سلام علیٰ ابراھیم۔ (الصٰفٰت)

کہ ہم نے (محبت بھری) آواز دی۔ اے ابراہیم آپ رؤیا سچی کر چکے ہیں۔ ہمارا یہ دستور ہے۔ کہ ہم اسی طرح پاکباز لوگوں کو عمدہ بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ بات وہی واضح ترین امتحان تھا۔ جس میں آپ پورے اترے۔ اور (آپ یاد رکھیں) کہ ہم نے اس کا فدیہ بہت بڑی تعداد میں یا بہت ہی (عظیم الشان) صورت میں بطریق ذبح دیا ہے۔ اور کہ ہم نے آخری امت کو بھی اس قربانی کو زندہ رکھنے کے لئے اس طریق پر چلایا ہے۔ بس ابراہیم پر چاروں طرف سے سلامتی ہی سلامتی ہے۔

وہ بیٹا جسے باپ ذبح کرنے والا تھا۔ بہت بڑی قوم کا باپ ہونے والا تھا۔ خدا نے اسکی والدہ کی دوڑ دھوپ کو بطور یادگار قائم کرتے ہوئے فرمایا۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما (البقرہ) کہ یہ دونوں ٹیلے جن پر خدا کی فرمانبردار بندی خدا کے لئے مصیبت میں پڑی۔ اور اس حالت میں یہاں دوڑتی رہی۔ ہم تمام حاجیوں پر وہ دوڑ اور چکر فرض کرتے ہیں۔ اور کہ وہ فرمانبردار بچہ جو ہمارے ہاں قربان ہونے کو گلا کٹوانے پر تیار ہوا۔ ہم اسکی یاد کے لئے تمام مسلمانوں پر حسب استطاعت قربانی عائد کرتے ہیں۔ تاکہ اسکی ظاہری یادگار بھی قائم رہے۔

مذکورہ بالا واقعہ یعنی حضرت ابراہیمؑ کی آمد وغیرہ کے بعد آپ نے اسماعیلؑ سے مشورہ کیا۔ کہ مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ یہاں خدا کا گھر ہے۔ اور میں اسے تعمیر کروں۔ کیا آپ میری امداد کریں گے۔ اسمٰعیل نے عرض کیا ضرور چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ معمار اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ مزدور بنے اور خانہ کعبہ تیار ہوا۔ والسلام علی ابراہیم واسمٰعیل وعلیٰ آلِ ابراہیم انک حمید مجید۔ (خاکسار اسماعیل ذبیح)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم انگریزوں کی مدد کیوں کریں

(از قلم جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا حبہ کدل سری نگر)

وہ گورے ہم کالے وہ حاکم ہم محکوم وہ سات سمندر پار رہنے والے۔ پھر ہم انگریزوں کی مدد کیوں کریں؟

بے شک یہ ایک اہم سوال ہے۔ لیکن اس کا جواب بھی نہایت تسلی بخش اور صاف ہے۔ کہ اگر کیوں سے مقصد آپ کا انگریزوں کی مدد کرکے اس کا کوئی معاوضہ لینا ہے۔ تو معاوضہ لیجئے۔ اور وہ معاوضہ کیا ہے۔ اور کس طرح حاصل ہو سکتا ہے یہ دونوں باتیں نیچے درج ہیں۔ آپ کو مدد کرنے کے عوض میں شاندار معاوضہ بھی مل سکتا ہے۔ لیکن ہمارے مذاہب ہم کو اخلاق اور انسانیت کے اونچے مقام پر لے جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں اخلاق۔ انسانیت اور احسان کا اعلیٰ مقام یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ لا نرید منکم جزاءً و لا شکوراً۔ کہ محسن احسان کرنے کے بعد بدلہ میں شکریہ تک کے الفاظ کی بھی خواہش نہ رکھے۔ گیتا کے پانچویں ادھیائے میں کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ مکتی کو وہ شخص پاتا ہے۔ جو احسان کرے۔ لیکن اس کے بدلہ کی خواہش نہ رکھے۔ قرآن شریف۔ گیتا۔ گورو گرنتھ صاحب اور دیگر تمام مذہبی کتب ہم کو یہ کہتی ہیں۔ کہ ہم تمہیں انسانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچانے کے لئے ہیں۔ اور انسانیت کا اعلیٰ مقام یہ ہے۔ کہ بغیر کسی معاوضہ کے دوسرے پر احسان کیا جائے ایسی حالت میں جبکہ کوئی انسان مصیبت اور آفت میں گرفتار ہو۔ اس وقت اس پر احسان کرتے ہوئے معاوضہ کی خواہش رکھنا یقیناً اپنے مذہب کی ہتک کرنا ہے۔ اب جبکہ انگریزوں پر خون کے آنسو رلانے والی اور پتھر دل کو موم بنا دینے والی مصیبت آئی ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں ہمدردی کرتے وقت معاوضہ کا خیال کرنا یقیناً ہندوستانی اخلاق اور انسانیت کو بہت پست درجہ پر پیش کرنا ہے۔ آپ تصور کریں۔ کہ اگر خدانخواستہ آپ پر یہ مصیبت نازل ہو۔ تو کیا اس وقت آپ المدد المدد پکاریں گے یا نہیں۔ پھر ایسی حالت میں کیا آپ کوئی ایسا شخص چاہتے ہیں جو آپ سے سودا کرے۔ یا ایسے محسن کے ہمیشہ کے لئے غلام ہو جائیں گے۔ جو آپ پر بغیر کسی معاوضہ اور شرائط کے احسان کرتا ہے۔ اس مصیبت اور درد انگیز نظارہ کا تصور کیجئے[۱]۔ جبکہ ہزاروں باپ اور مائیں اپنے بچوں کو جہازمیں سوار کرکے دوسرے ملکوں میں بھیج رہے ہیں۔ تاکہ ہمارے ننھے بچے آسمان سے گرنے والے تباہ کن بموں سے ہماری آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوں۔ اب کیا ہماری انسانیت ہمیں مجبور نہیں کرتی۔ کہ ایسی مصیبت میں ہزاروں اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم مصیبت زدہ انگریزوں کی مدد کریں۔ یقیناً ایک انسان کا دل تو ضرور پسیجتا اور پگھلتا ہے۔ پس میری اپیل انسانوں سے ہے نہ کہ انسانی جامہ میں درندوں سے۔ پس اے بلند اخلاق اور رحم دل انسانو۔ مصیبت میں گرفتار لوگوں کی مدد کرکے خدا سے اجر عظیم پاؤ۔ بیشک یہ ٹھیک ہے۔ کہ انگریز اس مصیبت اور آفت سے بزدلوں کی طرح نالاں اور گریاں نہیں۔ لیکن مصیبت آخر مصیبت ہی ہوتی ہے۔

انگریز گرفتار بلا کیوں ہوئے؟ یہ سوال بھی اہم اور توجہ کے قابل ہے۔ کہ اگر انگریز کسی پر جبر و تشدد کرتے ہوئے یا لوٹ کھسوٹ کرتے ہوئے گرفتار بلا ہو گئے ہیں۔ تو ان کی مدد کیوں کی جائے۔ ایسے ظالم اور جابر لوگوں کو تو قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔ تاکہ اپنے کئے کا خمیازہ بھگتیں۔ اور دوسروں کے لئے باعث عبرت بنیں۔ لیکن معاملہ یہ نہیں بلکہ جب جرمنی نے پولینڈ پر بمباری شروع کی۔ وہاں کے قلعوں اور مکانوں کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے۔ فوجی مقامات کے علاوہ سول آبادی کو اندھا دھند بمباری کا نشانہ بنایا۔ ہزاروں گھرانے بے خانماں ہو گئے۔ ہزاروں بے گناہ بوڑھے مرد اور عورتیں بموں سے موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ ہزاروں معصوم بچے جو اپنی ماؤں کی گود میں دودھ پیتے تھے۔ بموں سے والدین کے دیکھتے دیکھتے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ جس طرح خربوزہ پر وزنی پتھر گرنے سے خربوزہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ جب ایسی خون کی ہولی کھیلی جارہی تھی۔ اور ہزاروں بچوں اور بوڑھوں کی چیخیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں۔ ان دردناک چیخوں نے انگریزوں کے دلوں پر اثر کیا۔ اور وہ بیچارے مظلوموں کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خود گرفتار مصیبت ہو گئے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ کسی لوٹ کھسوٹ کرنے کی وجہ سے گرفتار بلا نہیں ہوئے۔ بلکہ مظلوموں کی مدد کرنے کے باعث مصیبت میں مبتلا ہیں۔ پس ایسے انسانوں کی جو مظلوم کی مدد کرنے کی وجہ سے گرفتار بلا ہوں۔ مدد کریں۔ تاکہ آئندہ بھی کوئی کسی مظلوم کی مدد کرنے کی جرأت کرے۔ ورنہ آئندہ ہر ایک شخص مظلوموں کی مدد کرنے سے اس لئے رک جائیگا۔ کہ اگر مدد کرنا ہوا وہ خود گرفتار بلا ہؤا۔ تو کوئی اسکی مدد کو نہیں آئے گا۔ اس سے ظالموں کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ دنیا میں ظلم بڑھ جائے گا۔ یہانتک کہ ظلم محلوں۔ گلی کوچوں تک آجائے گا۔ اور کوئی کسی مظلوم کی مدد نہیں کرے گا۔ پس دنیا میں یہ اخلاق پیدا کرنے کے لئے کہ مظلوموں کی مدد کرنے والے اخلاق کی قدر کی جاتی ہے۔ انگریزوں کی مدد کریں۔ یہ آپ کا انسانیت پر احسان ہوگا۔

مدد کیا کرنی چاہیئے؟ مجھے یقین ہے۔ کہ ایسے واقعات پر غور کرکے ایک رحم دل انسان کے جذبات ضرور جوش زن ہونگے۔ اور وہ انگریزوں کی مدد کے لئے تیار ہو جائے گا۔ لیکن سوال پیدا ہوگا۔ کہ کیا مدد دیں اور کس طرح سے مدد کریں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ روپے اور جوانوں سے مدد کریں۔

روپے سے مدد کے طریقے طریق اول یہ ہے۔ کہ معاوضہ کا خیال نظر انداز کردیں۔ اور روپیہ بطور چندہ دیں۔ محسنوں کی فہرست میں اپنا نام لکھوائیں۔

امداد کا معاوضہ لیجئے دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ آپ کچھ روپیہ دے کر جنگی قرضہ بانڈ خرید فرماویں۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو ڈیڑھ گنا یا دوگنی رقم واپس مل جاویگی۔ اور گورنمنٹ کے ہمدردوں میں آپ کا نام بھی لکھا جائیگا۔

اگر ہم نے مدد نہ کی تو کیا ہوگا؟ بیشک یہ سوال غور طلب ہے۔ کہ اگر ہم نے مدد نہ کی تو اول نقصان تو اس کا یہ ہے۔ کہ دنیا میں کوئی کسی مظلوم کی مدد نہ کرے گا۔ دنیا میں ظلم بڑھیگا۔ اگر ہم پر بھی کبھی کوئی آفت نازل ہوئی۔ اور ہم نے کسی طاقت کو مدد کے لئے پکارا۔ تو وہ آگے سے یہ جواب دیگی۔ تم مظلوموں کی کونسی مدد کرتے تھے۔ جو تمہاری مدد کی جائے۔ تم تو اسے انسانیت میں شمار ہی نہیں کرتے۔ پس اب تم بھی اپنی سنگدلی کا نتیجہ بھگتو۔

دوسرا نتیجہ تباہی ہوگا اگر انگریز شکست کھا گئے تو ہندوستان پر تین طاقتوں کی طرف سے حملہ کا خطرہ ہے۔ انجام کیا ہوگا۔ آتش فشاں بم شہروں اور گاؤں کو تباہ کردیں گے۔ بچوں۔ بوڑھوں مردوں اور عورتوں کی لاشوں کے ڈھیر لگ جائیں گے۔ مندر۔ مسجد اور گوردواروں کے منارے اور کلس خاک میں مل جائیں گے[۲]۔ یہ اذانیں سنکھ سندھیا شبد بانی سب بند ہو جائے گی۔ خانہ جنگی لوٹ مار قتل و غارت کے میدان گرم ہو جائیں گے۔ کسی کی دولت۔ کسی کی عزت کسی کی جان محفوظ نہیں رہیگی پس اس وقت دولت خرچ کرنا اپنے مندروں مسجدوں اور گوردواروں کی حفاظت کرنا ہے۔ اس وقت انگریزوں کی مدد میں دولت خرچ کرنا اپنی جان۔ اپنی دولت۔ اپنی عزت اور اپنے بچوں کی جان کی حفاظت کرنا ہے۔ دراصل یہ انگریزوں کی مدد کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اپنی ہی عزت جان اور دولت کی حفاظت کرنا ہے۔ پس عقل سے کام لو۔ روپے اور آدمیوں سے انگریزوں کی مدد کرو۔ تاکہ ہندوستان جنت بنا رہے۔ ورنہ انقلاب میں آپ کے عظیم الشان محلات خاک میں مل جائیں گے۔ ڈاکو آپ کے تمام مال و زر کو لوٹ لیں گے۔ اور کسی کی عزت و حرمت محفوظ نہیں رہیگی پس دانا ہے وہ شخص جو مدد کرکے بلند اخلاق کا ثبوت دیتا ہے۔ اور اپنی خود حفاظت کرتا ہے۔

ہماری اور انگریزوں کی پوزیشن ہمیں یا انگریزوں کو ہٹلر اور موسولینی سے کوئی دشمنی نہیں۔ اگر وہ صلح کی طرف جھکیں۔ اور دنیا میں امن قائم کرنا چاہیں۔ تو انگریز اور ہم ان کے سچے ہمدرد قدر شناس اور مداح ہیں۔ خدا ان کے اندر یہ تبدیلی پیدا کرے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک کسی انسان کا مارا جانا خواہ وہ انگریز جرمن یا روسی کوئی ہو۔ ایک انسانی خون ہے۔ جو سوائے انتہائی مجبوری کے جائز نہیں۔

ایڈیٹر صاحبان کی خدمت میں التماس تمام ایڈیٹر صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اس مضمون کو اپنے اپنے اخبار میں شائع فرماویں۔

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورت مند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرماویں۔

(منیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

یاددہانی

پہلے صفحہ پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کا ارشاد فاروق کے متعلق ملاحظہ کرلیں۔ (منیجر)

---

[۱] یہاں ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون میں بچوں کے جہازوں پر سوار کرائے جانے کا نظارہ بھی دکھلایا ہے۔ [۲] اس جگہ مضمون کے ساتھ بموں سے تباہی اور ڈاکوؤں کی لوٹ کے نظارے دکھلائے گئے ہیں۔

طبی تحقیقات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام میں طریق علاج

اسلام اور نفسیاتی علاج و تنویم پر ہماری بحث تین عنوانوں پر تقسیم ہوگی۔ (۱) مذہبی نقطۂ نگاہ (۲) طب اسلامی کا طرز عمل (۳) تصوف اور تنویم۔

مذہبی نقطۂ نگاہ۔ اسلام سے پہلے عرب کے باشندے رفع امراض کے لئے جھاڑ پھونک اور سحر وغیرہ سے کام لیتے تھے۔ وہ اپنی عبادتگاہوں میں جاکر بتوں سے بھی صحت کی التجائیں کرتے تھے یہ جھاڑ پھونک کرنے والے طرح طرح سے اپنے مقصد کو حاصل کرتے تھے۔ گنڈے تعویذ بھی کرتے تھے۔ اور خود بھی دیوتاؤں کے حضور میں اپنے مریضوں کی شفایابی کے لئے منتر جپتے تھے عربی کے مشہور شاعر جریر کا یہ واقعہ کتب تاریخ میں موجود ہے۔ کہ اس نے اپنی بیٹی ام غیلان کی شادی ابلق نامی ساحر کے ساتھ اس وجہ سے کردی تھی۔ کہ اس نے جریر کو اپنے ساحرانہ طریقوں سے پتّی کے مرض سے نجات دلائی تھی۔

سلب مرض یعنی کسی مادی تدبیر کے بغیر روحانی طاقت سے مرض کو دور کردینا کم و بیش ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں سلب مرض کا رواج عام ہے۔ ۷۵ فی صدی مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ مادی دوائیں اور تدبیریں جس طرح امراض کو دور کرتی ہیں۔ اسی طرح روحانی طاقتیں اس سلسلے میں کارفرما ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدہا مواقع پر اپنی روحانی قوت سے سلب مرض فرمایا ہے۔ صحاح ستہ میں اپنی اپنی جگہ پر ایسی حدیثیں موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرتؐ نے سلب مرض فرمایا۔ اور مریض فوراً تندرست ہوگیا۔ حضرتؐ سلب مرض کے لئے لعاب دہن استعمال فرماتے تھے۔ یا اپنے ہاتھ سے درد کی جگہ کو چھوتے۔ یا کچھ دعا اور آیات قرآنی پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں میں سلب مرض کے جو طریقے رائج ہیں۔ ان میں محض قوت ارادی کے ساتھ ہاتھوں کو جنبش دینا نہیں ہے۔ بلکہ قوت ارادی کے ساتھ زبان سے بھی کچھ پڑھا جاتا ہے اور عقل کا تقاضا ہے۔ کہ سلب مرض کا یہ طریقہ دوسرے طریقوں سے زیادہ موثر ہو۔ کیونکہ سلب مرض اسی صورت میں ممکن اور آسان ہے۔ کہ مریض عامل پر پورا بھروسہ رکھتا ہو۔ وہ چونکہ آیات قرآنی کو خدا کا کلام سمجھتا ہے۔ اسلئے عامل کے متعلق اس کا یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے عمل میں اسکی روحانی طاقت کے ساتھ خدا کے کلام کی قوت بھی شامل ہے۔ کلام الٰہی کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ وہ "شفا" ہے۔ کیونکہ قرآن میں یہی بتایا گیا ہے۔ بہرحال روحانی طاقتوں سے سلب مرض کا انکار جس طرح موجودہ تنویمی اور حیوانی مقناطیسیت کے تجربات کی روشنی میں نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح مسلمانوں کے عقیدوں پر بھی انگلی اٹھانے کا کوئی موقعہ نہیں ہے۔

ذیل میں چند واقعات معتبر کتابوں سے نقل کئے جاتے ہیں۔ جو امید ہے۔ کہ ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ ان واقعات کی فراہمی کے لئے ہم مولانا سید ظہور احمد صاحب کے شکر گذار ہیں۔ کہ انہوں نے ہماری درخواست پر یہ تکلیف گوارا فرمائی۔

جنگ خیبر میں جب محاصرے نے طول کھینچا۔ تو حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ کہ کل میں ایسے شخص کو حملہ آور فوج کا سردار بناؤں گا۔ جو قلعے کو فتح کر کے رہے گا۔ اور جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کو بہت محبوب ہے۔ دوسرے دن لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور دل ہی دل میں کہہ رہے تھے۔ کہ دیکھیے یہ سعادت کس کے نصیب میں آتی ہے۔ حضرت رسول خداؐ نے حضرت علی رضؓ کو یاد فرمایا۔ عرض کیا گیا۔ کہ انہیں آشوب چشم کی ایسی شکایت ہے۔ کہ شرکت جنگ سے معذور ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ کوئی جائے اور انہیں ساتھ لے آئے۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ حضرت علی رضؓ حاضر ہوئے۔ لیکن آنکھوں میں ایسی تکلیف تھی۔ کہ سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن حضرت علی رضؓ کی آنکھوں میں لگا کر دعا فرمائی۔ حضرت علی رضؓ کی آنکھیں آن کی آن میں اچھی ہوگئیں۔ کہ گویا کبھی انہیں شکایت ہی نہ تھی۔ چنانچہ آپ کو جھنڈا دیا گیا۔ اور خیبر کا قلعہ آپ کے ہاتھ پر فتح ہؤا۔

امام بخاری نے جنگ خیبر کا ایک اور واقعہ صحیح بخاری میں نقل کیا ہے۔ کہ یزید ابن عبید نے حضرت سلمہ کی پنڈلی میں تلوار کا نشان دیکھ کر پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جنگ خیبر میں یہ زخم آیا تھا۔ اور مشہور ہوگیا تھا۔ کہ میں ہلاک ہوگیا ہوں۔ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ آپؐ نے تین دفعہ اس زخم پر دم کیا۔ جس سے میں بالکل اچھا ہوگیا۔ اور آج تک کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

جریر بن عبد اللہ ایک صحابی فرماتے ہیں۔ کہ "میری جسمانی حالت ایسی تھی۔ کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے اپنی یہ معذوری آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی۔ آپؐ نے میرے سینے پر دست مبارک سے تھپکی دی۔ اور زبان اقدس سے فرمایا۔ اللّٰھم ثبتہ واجعلہ ھادیا مھدیا۔ اس کے بعد میں اچھی طرح گھوڑے پر سوار ہونے لگا۔ اور مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔"

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ ازواج مطہرات کو اگر درد کی شکایت ہوتی۔ تو سرور عالم درد کی جگہ دست مبارک رکھ کر یہ دعا پڑھتے۔ اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک لا یغادر سقمًا۔

آنحضرتؐ کے زمانے میں اور آنحضرتؐ کے بعد صحابہ کرام بھی سلب مرض کرتے تھے۔ اور بعض اوقات ان کے عمل اور دعا کی برکت سے مہلک امراض دور ہو جاتے تھے۔ ایک واقعہ صحاح ستہ میں منقول ہے۔ کہ چند صحابی سفر کر رہے تھے۔ ایک بستی میں ان کا گزر ہؤا۔ انہوں نے چاہا۔ کہ بستی والے ان کو اپنا مہمان بنائیں۔ لیکن بستی والوں نے ان کے ٹھہرانے سے انکار کر دیا۔ اتفاق کی بات کہ اس بستی کے سردار کو سانپ نے کاٹا۔ انہوں نے ہر ممکن تدبیر کی۔ لیکن سردار شفایاب نہ ہؤا۔ وہ لوگ سراسیمہ ان اصحاب کے پاس آئے۔ اور سب حال سنا کر کہا۔ کہ تم لوگ کوئی تدبیر جانتے ہو۔ تو بتاؤ۔ ایک صحابی نے کہا۔ میں سانپ کے کاٹے کا منتر جانتا ہوں۔ لیکن تم لوگوں نے ہمارے ٹھہرانے سے انکار کیا۔ اسلئے میں اجرت لئے بغیر منتر نہیں پڑھوں گا۔ آخر کار گفت و شنید کے بعد تیس بکروں پر معاملہ طے ہؤا۔ وہ صحابی مارگزیدہ کے پاس گئے۔ اور سورہ الحمد پڑھ کر کاٹی ہوئی جگہ پر دم کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں وہ شخص بالکل تندرست ہوگیا۔ یا بیہوش پڑا تھا۔ یا چلنے پھرنے لگا۔ قرارداد کے مطابق بستی والوں نے تیس بکریاں پیش کیں۔

بہرحال اسلام نے مرض اور دفع مرض کے متعلق ایک ایسا نقطۂ اعتدال پیش کیا ہے۔ جسے جتنا بھی سراہا جائے۔ کم ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ اسلام نے اس سلسلے میں ظاہری اسباب کو حقیر نہیں سمجھا ہے۔ دفع مرض کے لئے جہاں دعا یا تاثر اور تاثیر نفسی کو مؤثر مانا گیا ہے۔ وہاں دوا کی افادیت کو بھی ہلکا کر کے پیش نہیں کیا گیا۔ اس نقطۂ اعتدال کے معاشرتی فائدے اصحاب نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

طب اسلامی کا طرز عمل۔ ظہور اسلام سے پہلے عرب میں علاج معالجے کے جو طریقے رائج تھے۔ ان کی تفصیلات ہم اوپر کے عنوان میں دے چکے ہیں۔ گنڈے۔ تعویذ۔ سحر اور ٹوٹکوں کا عام رواج تھا۔ بتوں سے منتیں مانی جاتی تھیں۔ اور اس کے علاوہ جو باتیں جاہلیت کی ہوسکتی تھیں۔ وہ سب اہل عرب میں موجود تھیں۔ حارث ابن کلدہ شاید عرب کا پہلا باقاعدہ طبیب تھا۔ جو جندی شاپور کے مشہور مدرسہ طب کا تعلیم یافتہ اور جو رسول خداؐ کا ہمعصر تھا۔ ظہور اسلام کے بعد جہاں اہل عرب کی زندگی کے تمام شعبوں میں انقلاب آیا۔ وہاں طب اور طریقہ علاج نے بھی اپنا رخ بدلا۔ سحر ٹوٹکے اور گنڈوں کا خاتمہ ہؤا۔ اور اسکی جگہ ایک ایسے نقطۂ اعتدال نے لے لی۔ جو ہر طرح قابل ستائش تھا۔ اور جو دعا اور دوا کے یکساں مؤثر ہونے کا علمبردار تھا۔ پیغمبر اسلام اگرچہ کسی نئے نظام طب کی داغ بیل ڈالنے نہیں آئے تھے۔ لیکن ان کے متوازن تفکر نے نہ صرف طب اور حفظ صحت کے متعلق معاشرتی اعتبار سے صحیح قسم کا زاویہ نگاہ پیش کیا۔ بلکہ حقیقتاً ان علوم کا صحیح ذوق بھی العلم علمان۔ علم الابدان وعلم الادیان کہہ کر پیدا کر دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے علم الابدان کو کبھی بھی پس پشت نہیں ڈالا۔ اور اس میں آہستہ آہستہ ایسی ترقیاں کیں۔ جو آج تک دنیا سے خراج تحسین وصول کر رہی ہیں۔ اور جن کی خوشہ چینی یورپ بھی ایک ہزار سال تک کرتا رہا ہے۔

پیغمبر اسلام طب اور حفظ صحت کے متعلق جو خیالات رکھتے تھے۔ ان کا اندازہ حدیثوں کی کتابوں سے کیا جاسکتا ہے۔ ان کتب احادیث میں ہر موضوع اور بحث کو کتاب اور ہر روایت کو ایک باب قرار دیا گیا ہے۔ حدیث کی مقبول کتاب صحیح بخاری کی چوتھی جلد کے شروع میں دواؤں اور مریضوں کے متعلق دو کتابیں وقف کی گئی ہیں۔ جو اسّی ابواب پر مشتمل ہیں۔ ان ابواب میں مریض کی عیادت۔ اس کی حوصلہ افزائی۔ بیمار کی روحانی تسکین۔ نظر بد کو دور کرنے کے طریقے۔ سحر اور جادو سے بچنے کے متعلق اشارات اور حفاظتی دعاؤں وغیرہ عنوانوں پر ہدایات دی گئی ہیں۔

پیغمبر اسلام نے اگرچہ "لکل داءٍ دواءٌ" فرما کر طب کی ترقی کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا تھا۔ لیکن خود آپ نے تین طرقِ علاج ارشاد فرمائے ہیں۔ (۱) شہد کا استعمال۔ (۲) حجامت بالنار (۳) کَیّ یا داغنا۔ داغنے کے متعلق آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اس کو یا تو ترک کر دیا جائے۔ یا اس سے بہت کم کام لیا جائے۔

احادیث میں اونٹنی کا دودھ۔ ایلوا۔ شیر خشت وغیرہ دواؤں کا بھی ذکر پایا جاتا ہے۔ اور آنکھ کی بیماریوں کے لئے سرمے اور زخموں سے خون کو روکنے کے لئے جلی ہوئی چٹائی کی راکھ بتائی ہے۔ دردِ سر۔ شقیقہ۔ آشوبِ چشم۔ جذام۔ ذات الجنب وبا اور بخار وغیرہ کا تذکرہ بھی احادیث میں ملتا ہے۔ حضرت نے صحابیوں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ کسی ایسے ملک میں نہ جائیں۔ جہاں وبا پھیلی ہوئی ہو۔ لیکن اگر ان کے شہر یا بستی میں وبا پھیل جائے تو وہ اسکو کبھی نہ چھوڑیں۔

ان مفید اور صحیح ہدایات کے علاوہ اسلام میں بے شمار ایسے مذہبی احکام پائے جاتے ہیں۔ جن کو اگر صحت اور حفظ صحت کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ تو وہ حیرت انگیز طور پر صحیح اترتے ہیں۔

طب نبوی کا خاکہ تو آپ نے دیکھ لیا۔ اور اس میں نفسیاتی علاج کے جو جو اجزاء موجود ہیں۔ انہیں بھی آپ بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ اب ذرا اس طب کا جائزہ لیجئے۔ جو مسلمانوں کے دورِ عروج و اقبال کی یادگار ہے۔ اور جس نے بنی امیہ کی گود میں ابتدائی پرورش پائی۔ اور بنی عباس کے زمانے میں جوان ہو کر پروان چڑھی۔ کیا اس طب میں کہیں ہمیں ایسے اجزاء مل سکتے ہیں۔ جو ہمارے موضوع سے متعلق ہوں؟

حقیقت یہ ہے۔ کہ طب اسلامی کی ابتدائی تالیفات اور تصنیفات میں تو ہم کو اس قسم کے اجزاء مل سکتے ہیں۔ لیکن بعد کی تصانیف میں جن کو ہم طب اسلامی کی بنیادی اور اہم تصانیف کہیں گے سحر۔ ٹونوں۔ ٹوٹکوں اور تعویذوں کا ذکر تک نہیں ملتا۔ بلکہ کوئی بات بھی ایسی نہیں ملے گی۔ جو عقل کی کسوٹی سے ذرا بھی اتری ہوئی ہو۔ رازی اور شیخ کی کتابیں۔ قانون۔ اس کے خلاصے اور شرحیں تو الگ رہیں۔ اس عہد کی اور کسی طبی کتاب میں بھی آپ کو کوئی "روحانی" چیز نہیں ملے گی۔ مائۃ مسیحی الزہراوی۔ فردوس الحکمۃ۔ کامل الصناعۃ وغیرہ کتب کی ورق گردانی سے بھی آپ کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ البتہ نویں اور دسویں صدی ہجری میں ہم کو "روحانیت" کی کچھ جھلک نظر آتی ہے۔ اور یہ جھلک پوری روشنی میں اس وقت تبدیل ہوتی ہے۔ جبکہ داؤد بن عمر الانطاکی نے اپنے "تذکرہ اولی الالباب والجامع للعجب العجاب" کو طب۔ سحر۔ افسوں۔ نجوم۔ جفر۔ رمل اور کیمیا وغیرہ کا مجموعہ بنایا۔ اس کے بعد نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ غیر فنی اصحاب نے بھی طب میں دخل دینا شروع کر دیا۔ جس کی ایک اہم مثال امام جلال الدین سیوطی کی کتاب "کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمت" ہے۔

ہمیں اپنی اعلیٰ اور مستند طبی کتب میں افسوں سحر کا ذکر تو بے شک نہیں ملتا۔ لیکن ان میں اس بحث کو بالکل ہی نظر انداز بھی نہیں کر دیا گیا ہے۔ جو نفسیاتی علاج سے متعلق ہے۔ اگر ہم عربی اور فارسی کی طبی اور ادبی کتابوں کا جائزہ اس نظر سے لیں۔ تو ہمیں بیش قیمت مواد ملے گا۔ اور اس سے ہم اس وقت کے نفسیاتی علاج کے طریقوں کا اندازہ کر سکیں گے۔ طب کی کتابوں میں ہمارے اطباء نے مالیخولیا۔ مراق۔ اختناق الرحم۔ عشق وغیرہ دماغی اور عصبی امراض میں سلسلۂ علاج جن تدابیر کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک تدبیر نفسی بھی ملے گی۔ یہ تدبیر نفسی کیا ہے؟ یہی نفسیاتی اور توجہی علاج

اس سلسلے میں ہمیں بہت زیادہ مثالیں دینے کی ضرورت نہیں۔ دو تین مثالوں سے ہم اپنا مطلب واضح کر دیں گے۔ حکیم عمر خیام نیشاپوری کے ہم درس۔ نظامی عروضی سمرقندی کی کتاب "چہار مقالہ" فارسی زبان کی ایک مشہور اور درسی کتاب ہے۔ اس کے چوتھے مقالے میں مصنف نے بارہ طبی حکایتیں دلچسپ اور نتیجہ خیز انداز سے درج کی ہیں۔ یہ حکایتیں مطالعہ کے لائق ہیں۔ اور زیادہ تر شیخ بوعلی سینا سے متعلق ہیں۔ اور ان سے وہ چیز روشنی میں آتی ہے۔ جسے ہم ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک حکایت کا لبّ لباب یہ ہے۔ کہ خاندان بویہ کا ایک شہزادہ ایک مرتبہ مالیخولیا میں مبتلا ہوا۔ اور اس کے دماغ میں یہ وہم سما گیا۔ کہ وہ گائے بن گیا ہے۔ اور ہر ایک کے سامنے گائے کی طرح ڈکراتا تھا۔ ہر ایک سے کہتا تھا۔ کہ اس کو ذبح کر کے مزیدار ہریسہ پکاؤ۔ اس کا یہ وہم ایک حد تک بڑھا۔ کہ اس نے کھانا پینا تک چھوڑ دیا۔ اطباء حیران تھے۔ کہ اس کا کیا علاج کریں۔

آخرکار بوعلی سینا سے جو اس وقت شمس الدولہ کا وزیر اعظم اور علاء الدولہ کا مقرب خاص تھا۔ درخواست کی گئی۔ کہ وہ اس مریض کو اپنے ہاتھ میں لے۔ بوعلی سینا نے ہجوم خلائق۔ ذاتی مشاغل اور اپنی سیاسی علمی اور ادبی مصروفیتوں کے باوجود اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اور علاج کی ابتدا اس طرح کی۔ کہ مریض کو ایک قسم کا پیغام بھجوایا۔ کہ قصاب اس کو ذبح کرنے کے لئے آرہا ہے۔ جب مریض کے پاس یہ پیغام پہنچا۔ تو وہ حقیقتاً خوش ہوا۔ اس کے بعد بوعلی ایک تیز چھرا لے کر مریض کے کمرے میں داخل ہوا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ "وہ گائے کہاں ہے؟ میں اسکو ذبح کرنا چاہتا ہوں"۔ یہ سنکر مریض نے یہ بتانے کے لئے کہ وہ کہاں ہے۔ گائے کی طرح ڈکرانا شروع کر دیا۔ اب بوعلی نے مریض کے ہاتھ پاؤں باندھ کر زمین پر ڈال دیا۔ پھر اس کے جسم کو اچھی طرح ٹٹولنا شروع کر دیا۔ گویا وہ دیکھ رہا ہے۔ کہ گائے اچھی اور فربہ بھی ہے یا نہیں۔ آخر اس نے مریض سے کہا۔ (اور نفسیاتی اور تنویمی اصطلاح میں گویا سجشن یا توجہ دی) کہ "گائے ابھی ذبح ہونے کے قابل نہیں ہے۔ ذبح کرنے سے پہلے اسکو کھلا پلا کر موٹا تازہ کرنا چاہیئے"۔

بوعلی سینا یہ توجہ دے کر چلا گیا۔ اس کے بعد مریض کے رشتہ داروں نے اس کو بہترین اور مناسب غذائیں کھلانی شروع کر دیں۔ اور مریض نے ذبح ہونے کے خیال میں انہیں خوب کھانا شروع کر دیا۔ لیکن اچھی غذاؤں کا اثر یہ ہوا۔ کہ مریض میں آہستہ آہستہ قوت پیدا ہو گئی۔ اور اس کا وہم دور ہو گیا۔

اس حکایت کو بیان کرنے کے بعد نظامی عروضی نے لکھا ہے۔ کہ "تمام اہل عقل و بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔ کہ علاج کے ان طریقوں سے نہ صرف وہی شخص مریض کا کامیاب علاج کر سکتا ہے۔ جس کو غیر معمولی عقل و دانش اور مکمل علم و ذہانت کی دولت اور برکت حاصل ہو"۔ ہم اس قول میں یہ اضافہ کرتے ہیں۔ کہ اس قسم کے علاج میں وہی شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ جو تنویم اور مظاہر تنویم سے واقف ہو۔ اور علم النفس سے بھی آگاہی رکھتا ہو۔

اس حکایت کو فارسی زبان کے مشہور شاعر مولانا نظامی گنجوی نے اپنی کتاب "سلسلۃ الذہب" میں نظم کا لباس پہنایا ہے۔ مولانا نظامی گنجوی نے اپنی ایک اور کتاب "مخزن الاسرار" میں بھی ایک حکایت نظم کی ہے۔ جن میں خیال اور تدبیر نفسانی سے صحت اور شفا پہنچانے کی جگہ ہلاک کرنے کا کام لیا گیا ہے۔ اس حکایت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک بادشاہ کے دو طبیب تھے۔ جو آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ ان دونوں میں سخت مجادلہ ہوا۔ لڑتے لڑتے آخر میں یہ قرار پایا۔ کہ دونوں اپنے اپنے تیار کئے ہوئے زہروں سے آپس میں مقابلہ کریں۔ ہر ایک باری باری اپنے مخالف کے ہاتھ سے زہر کا پیالہ پیئے۔ اور پھر اس کے مہلک اثرات زائل کرنے کے لئے اس کا مناسب تریاق استعمال کرے۔

مقابلہ شروع ہوا۔ اس فیصلے کے مطابق پہلے طبیب نے ایک ایسا خطرناک زہر تیار کر کے اپنے مقابل کو دیا۔ جو "سنگِ سیاہ کو بھی پگھلا سکتا تھا"۔ لیکن وہ زہر کے اس پیالے کو ایک ہی سانس میں چڑھا گیا۔ اور بعد میں اس نے ایک ایسا تریاق استعمال کر لیا۔ جس سے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

اس کے بعد زہر پینے والے طبیب کی باری آئی۔ اس نے صرف یہ کیا۔ کہ باغ سے گلاب کا صرف ایک پھول توڑا۔ اور اس پر کچھ پڑھ کر دم کیا۔ اور اپنے زہر پلانے والے مخالف سے کہا۔ "تو اسکو صرف سونگھ لے"۔ چنانچہ اس نے پھول کو سونگھا۔ اور سونگھتے ہی زمین پر گر پڑا۔ اور مر گیا۔

مولانا گنجوی نے یہ حکایت بیان کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ یہ موت نہ زہر سے واقع ہوئی ہے۔ نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ سرجن آئل رجسٹرڈ

جوکر ورم۔ چوٹ۔ رگڑ۔ زخم آبلہ۔ مغلئی پھوڑا پھنسیوں کے لئے اکسیر ہے۔ نیز داد کے لئے فائدہ مند ہے۔ اور مکھی۔ بھونڈی۔ زنبور۔ بھڑ۔ بچھو وغیرہ کے کاٹے کا تریاق ہے۔ سرجن آئل کے لگانے سے ورم۔ درد۔ بے چینی اور جلن فوراً جاتی رہتی ہے۔ اور تازہ زخم کا خون فوراً بند ہو کر زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہے۔ نیز پھوڑا پھنسی پر لگانے سے خود بخود پھٹ کر اس کا گند نکل جاتا ہے۔ سرجن آئل کھلاڑیوں کے لئے بے نظیر مددگار ہے۔ زخموں۔ رگڑوں پر لگانے سے فوراً آرام آجاتا ہے۔ نیز حیوانات کے لئے بھی سرجن آئل ویسا ہی فائدہ مند ہے۔ جیسے انسانوں کے لئے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے
قیمت فی شیشی ۶؍ شیشی کلاں ۱۰؍ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

(ڈاکٹر) ایم۔ اے بھٹی سرجن آئل فارمیسی قادیان (پنجاب)

[illegible]

گلاب کے پھول سے اور نہ جادو کی تاثیر سے۔ بلکہ اس کا سبب ترس اور خوف تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

دشمن از آں گل کہ فسوں خواں بداد
نرگس بد چہرہ شد و جاں بداد
آں لعلاج از تن خود زہر برد
دیں بیکے گل نہ تو ہم بُشرد

لیکن ہمارا آج کل کا عالم نفسیات اس واقعے کو تاثر نفسی کا نتیجہ قرار دے گا۔ اور اس کے نزدیک یہ کوئی تعجب خیز واقعہ نہیں ہوگا۔

"چہار مقالہ" میں ایک حکایت حکیم جالینوس سے متعلق لکھی ہے۔ جس میں تحریر کیا گیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ فضل بن یحییٰ برمکی کے سینے پر برص پیدا ہوا۔ اور حکیم موصوف نے اس کا بہت کچھ علاج کیا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ آخر تمام حالات پر غور کرکے ایک دن جالینوس نے فضل سے کہا۔ کہ "آپ کے والد بزرگوار آپ سے ناراض ہیں۔ اور میری رائے میں ممکن ہے۔ کہ ان کی ناراضی آپ کے علاج میں ناکامی کا باعث ہو رہی ہو۔ آپ اپنے باپ کو خوش کیجئے"۔ چنانچہ فضل نے اپنے باپ یحییٰ برمکی سے معافی چاہی۔ اور ان کو رضامند کر لیا۔ اس کے بعد برص کے لئے اپنے پہلے علاج کو دوبارہ شروع کر لیا۔ جس سے فضل کو شفا ہوئی (چہار مقالہ مطبوعہ لاہور ۱۹۳۱ء ۱۲۰ حکایت ۱۲)

اس حکایت سے نظامی عروضی یہ واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کبھی کبھی لوگوں کی دلآزاری اور بددعا مریضوں کے معالجے میں ان کے تندرست نہ ہونے کا باعث ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم اس واقعے کو خود توجہی اور خود تاثیری کا نتیجہ قرار دیں گے۔ بہرحال اس قسم کی بیشمار مثالیں یہاں دی جا سکتی ہیں۔ جن سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ اطبائے اسلام

انہوں نے اگرچہ تنویم خود تنویمی۔ توجہ اور خود توجہی وغیرہ اصطلاحوں کو نہیں استعمال کیا ہے۔ لیکن انہوں نے انسان کی فطرت کے مطالعے سے ۔۔۔ اپنے معالجات میں نفسیات کو عملی طور پر برتتے تھے۔

غصہ میں طلاق کے متعلق فتویٰ

الاستفسار۔ میں نے غصہ میں اپنی بیوی کو ایک دم طلاق مغلظہ دیدی ہے۔ ہم میاں بیوی تعلق زوجیت قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا میری بیوی کو طلاق ہو گئی یا ہم رجوع کر سکتے ہیں۔ ہم حنفی المذہب ہیں۔

الجواب۔ حنفی لوگ ایک وقت کی تین طلاقیں دی ہوئی کو طلاق مغلظہ اور طلاق مغلظہ قرار دیتے ہیں۔ جس کے بعد رجوع تو درکنار نیا نکاح بھی اس وقت تک جائز نہیں ہوتا۔ جب تک عدت گزرنے کے بعد وہ عورت کسی اور مرد سے اتفاقاً نکاح کرے۔ اور پھر قضاءً وہ شخص فوت ہو جاوے۔ یا طلاق دیدے۔ یا عورت خلع کرائے۔ اب عدت طلاق یا خلع گزارنے کے بعد پھر یہ اس پہلے خاوند سے جس نے کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دی تھیں۔ اس سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس سے پہلے نہیں کر سکتی۔

لیکن باوجود اس کے کہ میں خود پہلے بھی اور اب بھی حنفی المذہب ہوں۔ جس سلسلہ میں داخل ہوں (احمدیت) وہ بھی حنفی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے اس ارشاد پر "اذا صح الحدیث فھو مذھبی"۔ کہ جب حدیث درست ثابت ہو جاوے تو وہی میرا مذہب ہے۔ اور اترکوا قولی بقول صحابی۔ کہ میرا قول صحابی کے قول کے ہوتے ہوئے ترک کر دو۔ پر عمل کرتا ہوں۔ اور صحیح حدیث میں آتا ہے۔ کہ وقد روی طاوس عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ (نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۵۳)

ترجمہ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول کریم صلعم و ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانہ کے دو سال تک تین طلاقیں ایک طلاق کا حکم رکھتی تھیں۔

اور بہرحال ان تینوں طلاقوں کو جو ایک وقت میں دی جاتی ہیں۔ اس سے رجوع کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے بعد بتایا ہے۔ کہ اگر طلاق دینی ہو۔ تو پھر ایک طہر میں دو۔ یعنی جب عورت حیض سے پاک ہو جاوے۔ اور اس طہر میں مجامعت بھی نہ کی گئی ہو۔ ایک طلاق دیدو۔ پھر دوسرا طہر جب آوے۔ اور اس میں بھی مجامعت نہ کی گئی ہو۔ تو دوسری طلاق دے دو۔ اسی طرح تیسری طلاق دو۔ اب تین طلاقیں ہو جاویں گی۔ یہ مسنون طلاق ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے اس مسنون طلاق کے جاری کرنے کے واسطے لوگوں کو یہ دھمکی دی تھی۔ کہ اگر تم خلاف سنت ایک ہی تین طلاقیں دینے سے باز نہ آؤ گے۔ تو پھر ہم سزا کے طور پر ایک وقت کی تین طلاقوں کو کہ جنکو (حدیث مذکورہ نے صاف بتلا دیا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے ان کو ایک رجعی طلاق قرار دیا ہے) تین ہی طلاقیں قرار دیں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ جو ہماری طرح اس بات کے مکلف تھے۔ کہ نبی کریم صلعم کے ارشاد کی تعمیل کریں۔ بلکہ ہم سے بڑھ کر اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ کس طرح نبی کریم صلعم کے اس ارشاد کو جانتے ہوئے کہ آپ نے ایک وقت کی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دے کر رجوع کا حکم دیا ہے۔ پھر اس کے صراحتاً خلاف حکم دیدیتے۔ کہ محمد الرسول اللہ صلعم نے تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق قرار دیا ہے۔ اور حضرت عمرؓ تین طلاقیں قرار دیتے ہوں۔ اور اگر وہ ایسا کرتے۔ تو وہ صحابہ جو حضرت نبی اکرم صلعم کو ہی شارع سمجھتے تھے۔ اور دوسرے کسی کو خواہ وہ خلیفہ ہی کیوں نہ ہو۔ شارع نہیں سمجھتے تھے۔ اور نہ کسی کو یہ اختیار دیتے تھے۔ کہ وہ نبی کریم صلعم کے ارشاد کو منسوخ کر سکے۔ پس حق یہی ہے۔ کہ شرعی حکم وہی ہے۔ جو نبی کریم صلعم نے بیان فرمایا۔ اور حضرت عمرؓ نے نہ اس حکم کو منسوخ کیا ہے۔ اور نہ ان کو یہ اختیار دیا ہے۔ اور نہ کسی مسلمان کے لئے یہ گنجائش ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کے اس قول کو حجت قرار دیکر نبی کریم صلعم کے ارشاد کو منسوخ قرار دے۔ کہ حضرت عمرؓ کے قول کو شرعی حکم قرار دے۔ پس میرا فتویٰ یہی ہے۔ کہ ایک ہی تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں نہیں بنتیں۔ بلکہ یہ ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ جس کے بعد اس کو بہرحال رجوع کر لینا چاہیئے۔ اگر آپ نے رکھنی ہے۔ تو رجوع ہو گیا۔ اور اگر نہیں رکھنی تو پھر نبی کریم صلعم کے ارشاد کے مطابق ایسے تین طہروں میں کہ جن میں صحبت نہ کی گئی ہو۔ تین طلاقیں الگ الگ دیدے۔ والسلام۔

نوٹ۔ رجوع عدت کے اندر ہی ہو سکتا ہے۔ عدت گزرنے کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نئے سرے سے نکاح پڑھا جاتا ہے۔

محمد سرور شاہ مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجرب اور خالص ادویہ

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ادویہ ہم آپ کو مہیا کر دیں گے۔ اسکے علاوہ ہمارے دواخانہ میں خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

تریاق کبیر: یہ گھر کا ڈاکٹر ہے۔ سردرد۔ پیٹ درد۔ دانت کی درد۔ گلے کی درد۔ سینہ کی درد۔ اسہال۔ بدہضمی۔ ہیضہ وغیرہ کے مریضان کو اس دوا کے لگانے یا پلانے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔ بھڑ۔ بچھو۔ سانپ کاٹے۔ ان کے زخموں کے لئے یہ تریاق ہے۔ بخار وغیرہ میں بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ عام مرضوں میں ڈاکٹر کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور بڑے امراض میں ڈاکٹر کے آنے تک مریض کی حالت اچھی رہتی ہے۔ ہر گھر میں اس کا موجود ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸ ر درمیانی شیشی ۱۲ ر بڑی شیشی ۱ ؏ اس کے اثر کے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سید جلال الدین صاحب کشمیری تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے دو سال سے معدے کی سخت تکلیف تھی جس کی وجہ سے ایک چھٹانک غذا ہضم ہونی مشکل ہو گئی تھی۔ لیکن میں نے دواخانہ خدمت خلق سے تریاق کبیر لیا۔ اسے شروع کئے چند ہی دن گزرے ہوں گے۔ کہ اس نے حیرت انگیز فائدہ کیا۔ کھانا وغیرہ بخوبی ہضم ہو جاتا ہے۔ اور خوب بھوک لگتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے جو بدنی سستی کمزوری وغیرہ تھی۔ اس میں بھی فائدہ ہو رہا ہے۔

سرمہ ممیرا خاص: یہ سرمہ ایک پرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پرانی آشوب چشم خصوصاً جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کیلئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ پرانے گکروں اور آنکھ کی سرخی کیلئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۱ ؏ ۶ ماشہ ۱۲ ر ۳ ماشہ ۶ ر

سرمہ اکسیر چشم: یہ سرمہ آنکھوں کی سب بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً نزلہ اور پرانے گکروں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ نیز ناخنہ وغیرہ امراض کے لئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ ۱ ؏ ۶ ماشہ ۸ ر ۳ ماشہ ۴ ر ان کے اثر کے متعلق ذیل کے سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں:-

مکرمہ جنابہ سردار بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ گرلز سکول دوالمیال ضلع جہلم سے تحریر فرماتی ہیں۔ کہ میں نے آپ کے دواخانہ سے سرمہ ممیرا خاص بطور نمونہ لیا تھا۔ اور خود استعمال کیا۔ میری آنکھوں میں مدت سے گکرے تھے۔ اور کثرت سے پانی بہتا تھا۔ میں نے چند روز آپ کے سرمہ کو استعمال کیا۔ واقعی آنکھوں کے مریضوں کے لئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اور خاص کر گکروں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

جناب محمد عارف صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایچ قبولہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ سے سرمہ اکسیر چشم جو بطور نمونہ منگایا تھا۔ میں نے ایک مریض کو استعمال کرایا۔ جس سے اس کو بہت ہی فائدہ ہوا ہے۔ سرمہ اکسیر چشم واقعی اکسیر چشم ثابت ہوا ہے۔

ملنے کا پتہ:- دواخانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

دہلی ۱۳ ر جنوری پٹرول کا راشن مقرر کرنے کے متعلق ۲۰ ر جنوری کو یہاں ایک کانفرنس ہو رہی ہے۔ جس کی صدارت آنریبل سر محمد ظفر اللہ خانصاحب ممبر سپلائی کریں گے۔ اس میں صوبائی حکومتوں کے علاوہ آٹو موبائیل اور آئیل کمپنیوں کے نمائندے بھی شریک ہوں گے۔ پانچ ریاستی نمائندے ہوں گے۔

بمبئی - ۱۳ ر جنوری - جنگ کے سامان کے سلسلہ میں یہاں کے پارچہ بافی کے کارخانوں کو مزید ۷۵ لاکھ روپیہ کے آرڈر دیئے گئے ہیں۔

حیدر آباد دکن - ۱۳ ر جنوری - سکندر آباد شہر کا رقبہ نظام گورنمنٹ کے حوالہ کر دینے کے متعلق عارضی طور پر ۳۱ ر مارچ کی تاریخ مقرر ہو گئی ہے۔ ستمبر ۱۷۹۸ء میں یہاں انگریزی چھاؤنی بنی تھی۔

لنڈن - ۱۴ ر جنوری - برطانیہ کے جہازوں کا نقصان اب بہت کم ہو رہا ہے۔ نئے سال کے پہلے ہفتہ میں صرف چار جہاز غرق ہوئے۔ جن کا مجموعی وزن ۱۵ ہزار ٹن سے بھی کم ہے۔ اور برطانیہ کے ساتھی ممالک کا کوئی جہاز غرق نہیں ہوا۔

لنڈن ۱۴ ر جنوری - نازی طیاروں نے کل رات لنڈن پر کوئی حملہ نہیں کیا - ویلز میں کہیں کہیں سے حملوں کی خبریں آئی ہیں - مگر ان سے کوئی خاص نقصان نہیں ہوا۔

لنڈن - ۱۴ ر جنوری - شمالی افریقہ میں اٹلی کو دو سخت شکستیں ہوئی ہیں - روم ریڈیو نے ان کا اعتراف کر لیا ہے - اس کا بیان ہے کہ اس علاقہ میں اٹلی کو سامان اور آدمیوں کا سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اس نے کہا۔ کہ جنرل ویول کی کامیابیاں کوئی معمولی نہیں۔ انگریزی فوجوں نے بہت سوچ سمجھ کر حملے کئے۔ ان کا سامان بھی بہت اچھا تھا۔ ہم ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

لنڈن - ۱۴ ر جنوری - انگریزی ہوائی جہازوں نے کل ڈنکرک کی بندرگاہ پر دھواں دار بم برسائے۔ اس حملہ میں بڑی کامیابی ہوئی۔

لنڈن - ۱۴ ر جنوری - آسٹریلیا کے وزیر خارجہ نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا - کہ آسٹریلیا کی جاپان سے کوئی لڑائی نہیں - اس پر جاپان کے ایک افسر نے حکومت آسٹریلیا کی تعریف کی - لیکن آج صبح ٹوکیو سے یہ اعلان کیا گیا ہے - کہ جاپان مشرقی ایشیا میں نیا نظام قائم کرنے کے بعد اس پر پورا پورا قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

دہلی ۱۴ ر جنوری - سی - پی کے گورنر نے تقریر کرتے ہوئے کہا - برطانیہ موجودہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کا پختہ ارادہ کر چکا ہے - آپ نے کہا۔ مسولینی کو یاد رکھنا چاہیئے - کہ گھوڑے کو پانی تک تو لے جایا جا سکتا ہے - مگر اسے پانی پینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا - یعنی مسولینی لوگوں کو لڑائی کے میدان میں تو لا سکتا ہے - مگر انہیں لڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا - لیبیا میں لڑنے والے ہندوستانی سپاہیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا - ہمیں ان پر فخر ہے۔

لاہور - ۱۴ ر جنوری پنجاب گورنمنٹ نے صوبہ کی جنگی کمیٹیوں کو ہدایت بھیجی ہے - کہ وہ لوگوں میں یہ تحریک کریں - کہ فضول اخراجات پر اپنا روپیہ برباد نہ کیا کریں - بلکہ پس انداز کر کے جنگی فنڈ میں حصہ لیا کریں - حکومت پنجاب نے مشورہ دیا ہے - کہ بڑی بڑی گارڈن پارٹیوں پر بہت کچھ روپیہ خرچ ہوتا ہے - اسے اگر لوگ گھٹانا چاہیں - تو آسانی سے گھٹا سکتے ہیں - اسی طرح روشنی پر جو بہت زیادہ خرچ کیا جاتا ہے - وہ بھی گھٹایا جا سکتا ہے۔

نو مسلم احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک

از خادم صاحب گجراتی جو ایک محقق انسان کے لئے تمام مذاہب کے متعلق پوری واقفیت پیدا کرنے اور بالخصوص سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق کامل طور پر علم حاصل کرنے کے لئے اس پاکٹ بک سے بہتر اور کوئی رسالہ یا کتاب اور پاکٹ نہ ملے گی۔ قریباً ایکہزار صفحات مجلد سنہری قیمت عہ صرف چند نسخے موجود ہیں۔ اس ایڈیشن کے ختم ہونے پر اسکی قیمت بوجہ گرانی کاغذ یقیناً عہ ہوگی یہ پاکٹ بک صرف مجھ سے ہی ملے گی۔

علماء زمانہ ہر سہ حصہ ۱۲ ر ترجمہ انگریزی از ماسٹر عبد الرحمن صاحب نو مسلم بی - اے قادیان۔ عہ ۱ ۱۴ عہ ۲ ۸ ر

ان کے علاوہ ہر قسم کے قرآن مجید و حمائل شریف مترجم و معریٰ جن کا اشتہار اخبار فاروق و الفضل میں چھپتا رہا ہے بارعایت ملنے کا پتہ:-

محمد عنایت اللہ (صحاف) (تاجر کتب) قادیان

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لالہ ملاوا مل صاحب حکیم قادیان کو اکثر احباب جانتے ہیں - ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قدیمانہ تعلق رہا ہے۔ انہوں نے بعض ادویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفہ اول رضؓ کے نسخوں کے مطابق تیار کی ہیں - اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ان ادویہ کے متعلق سفارش کی خواہش کی ہے۔ سو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء کے مطابق یہ سفارش شائع کی جاتی ہے - کہ حاجتمند احباب لالہ ملاوا مل صاحب قادیان سے ان کی تیار کردہ ادویہ خرید کر فائدہ اٹھاویں۔ والسلام۔ (خاکسار پرائیویٹ سیکرٹری)

چند نہایت مفید اور مجرب ادویہ

معجون مبارک } یہ نسخہ معجون مبارک میرے مکرم مہربان جناب مرزا صاحب کا فرمودہ ہے آپ اس معجون کو شوق سے استعمال فرماتے تھے۔ دماغی روشنی کی معاون اور ضعف بصارت و آنکھوں سے پانی بہنے اور دماغی طاقت کو بہت مفید ہے۔ اس کے فوائد و برکات بکثرت ہیں۔ مگر بوجہ طوالت پورے پورے بیان میں سد راہ ہیں۔ قیمت فی سیر ۲ روپے آٹھ آنے - خوراک ۲ تولہ۔

معجون دلشاد } فی الواقعہ ہی دلشاد ہے۔ استعمال کے پندرہ منٹ بعد چستی - پھرتی - خوشی اسکی پہلی خوبی ہے۔ اعضاء رئیسہ دل - دماغ - معدہ - جگر کی طاقتوں کو بڑھاتا ہے۔ اعصابی کمزوری کو بہت ہی مفید ہے۔ یہانتک کہ بڑھاپے میں بھی اعصابی کمزوری نزدیک نہیں آتی۔ نیز مستورات کے لئے بھی اختناق الرحم یعنی غشی کا طاری ہو جانا ہاتھ پاؤں جھوٹے پڑ جانا کا بہترین علاج ہے۔ قیمت پندرہ خوراک وزنی ۱۵ تولہ تین روپے۔

سفوف نشاط } یہ ایک بہت مفرح اور مقوی دوا ہے۔ استعمال سے پہلے اپنا وزن کر لیں۔ دو ہفتہ بعد دیکھیں۔ کہ وزن میں پہلے کی نسبت کتنا اضافہ ہوا ہے۔ صحت کی خرابی یا بے اعتدالی سے مقصد میں جو کمی آچکی ہو۔ وہ سب حاصل ہو جائیگی۔ سرعت انزال اور احتلام اور جریان کا مریض تو ضرور ہی اس کا استعمال کرے۔ اور جائز طور پر جس امساک کی ضرورت ہے۔ وہ یقیناً اس سے حاصل ہو جائے گی قیمت پندرہ خوراک عہ

حبوب زدجام } قیمت ایک درجن عہ - یہ حضرت مرزا صاحب کا مشہور نسخہ ہے۔ جو طاقت کے لئے از حد مفید ہے۔ پہلی ہی خوراک اپنے فوائد اور برکات ظاہر کر دیگی۔

دوائی جریان الرحم یعنی لیکوریا } یہ نسخہ ایک بلند پایہ پارسا درویشانہ زندگی بسر کرنیوالے حکیم صاحب کا فرمودہ ہے۔ نہایت ہی عجیب الاثر اور آرام دیرپا ہے۔ یہ دوائی مہینوں کی محنت سے تیار ہوتی ہے۔ اگر اسمیں بے مثال فوائد نہ ہوتے۔ تو میں اسکے تیار کرنے میں ہرگز اتنا وقت خرچ نہ کرتا مقامی اور نواح کی سینکڑوں مریضہ جن کے جسم اور طاقت سفید اور زرد رطوبت کے بہنے سے گھن کی طرح روز بروز کھوکھلا ہو رہے تھے۔ اس کے استعمال سے صحتیاب ہو چکے ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک عہ ۲ روپیہ۔

اکسیر بواسیر } یہ نسخہ بواسیر کا ایک سنیاسی مہاتما کا فرمودہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسکے شاہی حکیم جناب مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضؓ نے اس نسخہ کو بہت ہی پسند فرمایا تھا۔ فی الواقع ہر قسم کی بواسیر کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ ہزاروں اصحاب اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک عہ

معجون روشن دماغ } اسکے اجزاء قوائے ذہنی کو بہت ہی مدد دیتے ہیں۔ قیمت میں حتی المقدور بطور امداد رعایت کر دی گئی ہے۔ تاکہ غریب طلباء بھی فائدہ اٹھاویں۔ اگر صاحب توفیق طلباء بنظر ثواب خرید کر غریب طلباء کو خرید دیں۔ تو کار ثواب ہے۔ کند ذہن طلباء بطور امتحان ایک ڈبیہ ضرور ہی خریدیں پھر دیکھیں کہ اس عجیب الاثر معجون سے محض دو ہفتہ استعمال سے ذہنی روشنی میں کس قدر اضافہ ہوتا ہے قیمت بارہ آنے

نوٹ :- اسکے علاوہ دوائی درد گردہ قبض کشا گولیاں جو کہ پیٹ درد سر درد کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔ ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کے علاوہ خشک ادویات و عرق شربت معجون جالینوس الطریفل زمانی اور ماہواری بیماری کے نقائص کو دور کرنے کے لئے جوشاندے وغیرہ تیار رہتے ہیں۔

المشتہر :- ملاوا مل حکیم، بڑا بازار قادیان (پنجاب)